اللّٰھم رب صل وسلم دائما ابدًا علی حبیبک خیر الخلق کلہ

اسلامی نظم معیشت اور کفالت عامہ میں زکوٰۃ کی اہمیت تعلیمات نبویہ کی روشنی میں

(قومی سیرت کانفرنس ۲۰۰۱ء کے موقعہ پر لکھا گیا صوبہ سندھ سے اول انعام یافتہ مضمون)

مقالہ نگار : پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

صدر : شعبۂ اسلامیات، قائدملت گورنمنٹ ڈگری کالج کراچی

قرآن کریم میں مال کو انسانیت کی بقاء اور انسانیت کے قیام کا وسیلہ قرار دیا گیا ہے ارشاد ربانی ہے:

اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا۔ (۱) زندگی کا قیام ودوام مال کے ذریعہ ہے۔

قرآن نے آج سے چودہ سو سال پہلے واضح کر دیا کہ زندگی میں مال بہت اہمیت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب لکھتے ہیں: میرے علم کے مطابق قرآن کریم ہی وہ پہلی دینی کتاب ہے جس میں آمدنی کے وسائل کے متعلق بہت کم تفصیلیں ملتی ہیں لیکن خرچ کے متعلق انتہائی تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ کس کو کتنی رقم دی جائے۔ (۲) کہاں کہاں خرچ کی جائے۔ قرآن میں زکوٰۃ کا حکم آیا ہے لیکن اموال، زکوٰۃ کی مقدار، سال کی شرط، اور نصاب کا تذکرہ نہیں ہے۔ (۳) یہ سب تفصیلات ہمیں سیرت طیبہ ﷺ ہی سے معلوم ہوتی ہیں، بالخصوص زیر بحث موضوع زکوٰۃ کے حوالہ سے مصارف زکوٰۃ کو بیان و متعین کرنے کی حکمت ہی یہ ہے کہ حکمراں اپنی ترجیحات قائم کر کے (جیسا کہ ہمارے حکمراں نظام زکوٰۃ کے ساتھ کرتے آئے ہیں) لوگوں کو نقصان نہ پہنچا سکے اور لوگ بھی حکومت کو پریشلائز کر کے مجبور نہ کر سکیں، جیسا کہ سورۂ توبہ (۴) سے معلوم ہوتا ہے۔ کچھ غیر مستحق لوگوں نے (۵) آپ ﷺ سے زکوٰۃ لینی چاہی مگر آپ ﷺ نے ان کی رضا پر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ترجیح دی، غریبوں کے حق پر غیروں کو قابض نہیں ہونے دیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اپنی ذات سمیت اپنے خاندان اور نسل کے لئے بھی زکوٰۃ کے استعمال کو ممنوع قرار دیا۔ جیسا کہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے لکھا ہے ''یہ نہایت اہم بات ہے کہ اسلام کے سوا دنیا کی کسی اور قوم نے سرکاری آمدنی کو حکمراں کی ذات کے لئے ممنوع قرار نہیں دیا۔ (۶) اسی وجہ سے اکثر علماء کی رائے ہے سید

کا زکوٰۃ لینا منع ہے (لیکن اس موقع پر مولانا عبدالقدوس ہاشمی کی رائے بھی قابل مطالعہ ہے) (۷)
آج صورت حال یہ ہے کہ لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے جو دیتے ہیں وہ پوری نہیں دیتے اور جو کچھ حکومت تک پہنچتا ہے وہ غریبوں تک نہیں پہنچتا یا زکوٰۃ سے جو مقصد ہے وہ حاصل نہیں ہوتا، ایک ماہر معاشیات کے تجزیہ کے مطابق پاکستان میں سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں کروڑ پتی لوگ موجود ہیں۔ ایک شخص جس کے پاس دس کروڑ روپے ہوں اس کی سالانہ زکاۃ پچیس لاکھ روپے بنتی ہے۔ اگر ایک شہر میں صرف ایک کروڑ پتی رہتا ہو جو ایمانداری سے اپنی زکوٰۃ ادا کرتا ہو تو چند سالوں میں ہی اس شہر کے بیشتر محتاجوں اور مسکینوں کے معاشی مسائل حل ہو سکتے ہیں، اور اگر پاکستان کے ہر شہر اور علاقے کے تمام صاحبِ نصاب افراد اپنی اپنی زکوٰۃ ادا کریں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہر شہر اور علاقہ معاشی لحاظ سے خوش حال نہ ہو۔ ایک اندازے کے مطابق پاکستان کی سالانہ زکوٰۃ پانچ ارب روپے بنتی ہے۔ صرف ایک سال کی زکوٰۃ سے اگر مستحقین کے لئے اوسط درجے کے مکان تعمیر کئے جائیں تو دو لاکھ مکان تعمیر ہو سکتے ہیں، اتنی ہی رقم میں اگر یتیم اور بے سہارا بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا مقصود ہو تو سارے ملک میں ایک سال کی زکوٰۃ سے تین سو ایسے مراکز تعمیر کئے جا سکتے ہیں جن میں ایک لاکھ ستر ہزار بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا انتظام ہو سکتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اگر ملک میں صحیح طریقے سے نظامِ زکوٰۃ نافذ ہو جائے تو چند ہی سالوں کے اندر اندر پورے ملک میں عظیم معاشی انقلاب بپا ہو سکتا ہے۔ زکوٰۃ کے فیوض و برکات کا ایک دوسرے پہلو سے بھی جائزہ لیجئے۔ صرف ایک سال کی زکوٰۃ پانچ ارب روپے بنتی ہے۔ اس سے دو لاکھ بے خانماں لوگوں کو جو گھر میسر آئیں گے، ایک لاکھ ستر ہزار بچوں کی کفالت ہو گی، وہ اپنی جگہ لیکن دو لاکھ مکانوں کی تعمیر یا تین سو مراکز کی تعمیر کے لئے پانچ ارب روپیہ گردش میں آئے گا۔ جس کا کثیر حصہ کاریگروں، مستریوں، مزدوروں اور دوکانداروں کے ہاتھوں میں جائے گا جو براہ راست عام آدمی کی خوشحالی کا باعث بنے گا۔ گویا زکوٰۃ کا حکم ایک ایسا کثیر المقاصد عمل ہے جو دین کی تکمیل اور تقرب الی اللہ کے علاوہ ایک عام آدمی سے لے کر پورے ملک کی اجتماعی خوشحالی کا ضامن ہے۔ (۸) یہی وجہ ہے کہ زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد مدینہ کی اسلامی ریاست میں اس قدر خوش حالی ہو گئی تھی کہ زکوٰۃ دینے والے بہت تھے اور لینے والا کوئی نہ تھا۔

زکوٰۃ کی اسی اہمیت کے پیش نظر ابوبکر صدیقؓ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا (۹) علماء نے صراحت کی ہے، زکوٰۃ کا منکر اجماع صحابہؓ کی روشنی میں کافر ہے۔ (۱۰) آپ ﷺ نے

زکوٰۃ کو ارکان اسلام میں سے ایک رکن قرار دیا ہے۔(۱۱) البتہ زکوٰۃ دیگر عبادات کے مقابلہ میں صرف مالدار پر فرض ہے اور دیگر عبادات کے مقابلہ میں مالی عبادت ہونے کے علاوہ اللہ کے ساتھ بندوں کا حق بھی ہے۔(۱۲) اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نظام زکوٰۃ کے نفاذ کو فرض قرار دیا ہے۔(۱۳) لیکن اسلام کے نظام کفالت و زکوٰۃ کا جائزہ پیش کرنے سے پہلے اسلام سے پہلے کا نظام پیش کرنا چاہوں گا، اس لئے کہ حکماء کا قول ہے: تعرف الاشیاء بأضدادها کسی چیز کی اہمیت وافادیت کو تقابلی مطالعہ کے ذریعہ ہی سمجھا جاسکتا ہے۔

اسلام سے پہلے نظم معیشت و کفالت عامہ میں زکوٰۃ کا تصور

دنیا میں جتنے بھی مذاہب پائے جاتے ہیں انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ آسمانی مذاہب جیسے یہودیت، عیسائیت اور اسلام، غیر آسمانی جیسے مجوسیت، ہندومت، جین اور بدھ وغیرہ۔

غیر آسمانی مذاہب: نزول قرآن مجید سے پہلے دنیا میں دو عظیم سلطنتیں قائم تھیں۔ رومی سلطنت اور ایرانی سلطنت ایک عیسائی تھی، دوسری مجوسی، دونوں سلطنتوں میں ظالمانہ معاشی نظام رائج تھا۔ یہ نظام انسانیت دشمنی پر مبنی نظام تھا۔ جس میں انسان کی قدر و قیمت جانور سے بھی کم تھی۔ ایک بہت بڑے محقق علامہ محمد فرید وجدی اس سیاہ تاریخ کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں۔ ''جس قوم پر بھی نظر ڈالی جائے دو ہی طبقے نظر آتے ہیں۔ تیسرا نہیں۔ ایک خوشحال طبقہ اور دوسرا تنگ دست، خوشحال طبقہ خوب تنومند ہوتا رہا۔ اور تنگ دست طبقہ لاغر و کمزور ہوتا رہا۔ نتیجہ یہ کہ اجتماعی زندگی کی بنیادیں کمزور پڑ گئیں۔

مصر: مصر زمانہ قدیم میں جنت نشان تھا۔ جہاں پیداوار اس کثرت سے ہوتی کہ مصر سے کئی گنا زائد آبادی کے لئے کافی ہوسکتی تھی۔ لیکن غریب طبقہ کو کھانا میسر نہیں تھا۔ کیونکہ خوشحال طبقہ ان کے لئے کوئی غذا باقی نہیں رہنے دیتا تھا۔ سوائے بھوسے کے جس سے نہ صحت بن سکتی ہے اور نہ ہی بھوک رفع ہوسکتی ہے۔(۱۴) ڈاکٹر عبدالسلام العابدی لکھتے ہیں فراعین مصر کے زمانہ میں عوام کی ملکیت کا تصور ہی نہیں تھا زمینیں اسٹیٹ کی ملکیت ہوتیں، عوام ان کے نگران ہوتے تھے۔(۱۵) البتہ قصہ سامری سے معلوم ہوتا ہے زیور ملکیت ہوتا تھا۔(۱۶)

بابل: بابل کا حال بھی مصر جیسا ہی تھا۔ وہاں کی پیداوار میں بھی غریبوں کا کوئی حصہ نہیں تھا حالانکہ اس ملک کی سرزمین بڑی زرخیز تھی، اور بعض ممالک کا حال پڑھ کر تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے

ہیں۔ وہاں مالدار غریبوں کو گندے کاموں کے لئے مجبور کرتے تھے۔ اور معمولی سی لغزش پر انہیں بکروں کی طرح ذبح کرتے تھے۔ ایتھنز میں طریقہ تھا غریب اگر خراج ادا نہ کرتے تو انہیں غلاموں کی طرح فروخت کر دیا جاتا۔(۱۷) یونان میں غریبوں کو کھانا کھلانے کی ذمہ داری اسٹیٹ کی تھی۔(۱۸)

ہندو مذہب: ہندو مذہب کی مقدس کتاب میں ''منو'' کا قانون ہے، جس پر ہندوستان کے مشہور وقدیم مذہب کے نظام معیشت کی بنیاد قائم ہے ایک حد تک ''سود'' کی اجازت دیتا ہے۔ وراثت میں تقسیم دولت کے بجائے مشترکہ خاندان کے نام سے ''کنز'' اور جمع دولت کو جائز قرار دیتا ہے اور اس طرح ''مذموم سرمایہ داری'' کو دھرم کی پناہ مل جاتی ہے۔ اس کی شہادت موجود ہے کہ ''سودی'' قرض دینے کا کام ویدوں کے عہد میں یعنی اب سے تقریباً چار ہزار سال پہلے بھی کیا جاتا تھا۔ پانچویں صدی قبل مسیح سے ایسے پیشہ ور بینکروں کے بارے میں پکی شہادتیں ملنا شروع ہو جاتی ہیں جو روپیہ قرض دیتے تھے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ ''ہنڈیاں'' روانہ کرتے تھے۔ ان بینکروں کو ''سریستھی'' کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔(۱۹) یہ بات بھی واضح رہے کہ برہمن معاشرے میں خالص معاشی معاملات میں بھی امتیاز رکھا گیا ہے۔ مثلاً قرض کی شرح سود برہمن سے فیصدی دو روپے، چھتری سے تین روپے، ویش سے چار روپے اور شودر سے پانچ روپے سود ماہ وار لیا جائے۔(۲۰)

بدھ مت: دنیا کے بعض اور مذاہب کی طرح بدھ مت میں بھی دنیاوی ترقی کی مذمت کی گئی ہے۔ کسی نے عالم کے موجودہ نظام کو ''مایا'' یا دام کا وہ دانہ قرار دیا ہے کہ جسے شکاری نے خوب صورت اور پوشیدہ پھندوں کے درمیان بکھیر دیا ہے۔ گویا جس نے اس پر منہ مارا وہی پھنسا۔ لہٰذا انسان ''دنیا'' کو سراب، پانی کا بلبلہ اور ''خواب'' سمجھے اور اس سے کنارہ کش ہو جائے۔(۲۱) مہاتما بدھ نے تو چھوت چھات دور کرنے کے لئے آواز بلند کی لیکن ''بدھا'' نے درجہ بندی مٹانے کی کوشش نہیں کی۔ اس نے نیک چلنی کے ذریعے روحانی مساوات پر زور دیا تاکہ نجات حاصل ہو۔(۲۲)

زرتشت: زرتشتی مذہب کے متعلق مولانا حفظ الرحمٰنؒ سیوہاروی لکھتے ہیں: زرتشی تعلیم کی مبینہ الہامی کتابیں ''ژنداو براوستا'' کا اگرچہ میں نے مطالعہ نہیں کیا لیکن اس مذہب کے عقیدے کے مطابق بانی مذہب (زرتشت) کے علاوہ نبیوں اور رسولوں کے صحیفے جو ''دساتیر آسمانی'' کے نام سے

موسوم ہیں، فارسی اور پہلوی زبان میں نہ صرف میری نظر سے گزرے ہیں بلکہ عرصہ دراز تک زیر مطالعہ رہے ہیں۔مگر توراۃ اور انجیل کی طرح یہاں بھی اس سلسلہ میں مجھے مایوسی کا منہ دیکھنا پڑا ہے اور ظالمانہ طریق پر حصول دولت و ثروت کی ہجو و مذمت کے باوجود بصورت احکام و قوانین اقتصادی نظام کی ترتیب میں مطلق کوئی مدد نہیں ملتی۔(۲۳) باوجودے کہ بیشتر مذاہب میں کچھ نہ کچھ تعلیمات موجود تھیں، مگر عمل نہیں تھا۔

قانون حمورابی: چنانچہ ہم چار ہزار سال قبل کے قانون حمورابی میں بھی یہ الفاظ پاتے ہیں کہ: دیوتاؤں نے طاقتوروں کو کمزوروں پر زیادتی سے منع کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ وہ لوگوں کی رہنمائی کریں اور مخلوق کی بہتری کی ضمانت بھی فراہم کریں۔اور آج سے ہزار ہا سال قبل قدیم مصر میں لوگ غریبوں کی ہمدردی اور حسن سلوک کو اپنا دینی فرض سمجھ کر بھوکوں کا پیٹ بھرتے، ننگوں کو کپڑا پہناتے، سفر کی سہولتوں سے عاری لوگوں کو سفر کراتے، یتیم بچوں کو لے کر پالتے، بیوہ عورت سے شادی کرتے اور طوفان بادوباراں سے بھاگ کر آنے والے کو پناہ دیتے تھے۔(۲۴)

آسمانی مذاہب: غیر آسمانی مذاہب میں کفالت کا تصور ملاحظہ کیا، آسمانی مذاہب میں قدیم مذہب یہودیوں کا ہے، پہلے اس میں کفالت و زکوٰۃ کے تصور کو ملاحظہ کرتے ہیں:

یہودیت: ڈاکٹر یوسف قرضاوی لکھتے ہیں: جہاں تک آسمانی مذاہب کا تعلق ہے تو انہوں نے غریبوں اور کمزوروں کے ساتھ نیک سلوک کی بڑی قوت کے ساتھ اور بڑے موثر انداز میں تبلیغ کی ہے اور آسمانی مذاہب میں غریبوں سے حسن سلوک کی ہدایات ہر دنیاوی مذہب اور ہر ارضی قانون سے زیادہ اور ممتاز ہیں۔اور میرا خیال ہے کہ کسی نبی کی دعوت غریبوں کی امداد کے اس انسانی پہلو سے خالی نہیں ہے جس کو قرآن نے زکوٰۃ کہا ہے۔(۲۵)

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

چنانچہ اگر اس سلسلے میں ہم قرآن کریم کی جانب توجہ کریں، جو انسانیت کے پاس باقی رہنے والا مستند ترین آسمانی صحیفہ ہے۔تو ہم دیکھیں گے کہ قرآن کریم نے حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَجَعَلْنَا هُمْ أَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَ إِقَامَ الصَّلوٰةِ وَإِيْتَاءَ الزَّكوٰةِ وَكَانُوْا لَنَا عَابِدِيْنَ ○(۲۵)

اور ہم نے ان کو امام بنا دیا جو ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے اور ہم نے انہیں وحی کے ذریعے

نیک کاموں کی اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی ہدایت کی، اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔

حضرت اسماعیلؑ کا ذکر کرتے ہوئے قرآن ارشاد کرتا ہے کہ:

وَاذْكُرْفِي الْكِتَابِ اِسْمَاعِيْلَ اِنَّه، كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلاً نَّبِيًّا وَّ كَانَ يَأمُرُاَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا O(۲۶)

اور اس کتاب میں اسماعیلؑ کا ذکر کرو، وہ وعدے کا سچا تھا اور رسول و نبی تھا وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا اور اپنے رب کے نزدیک ایک پسندیدہ انسان تھا۔

بنی اسرائیل کے میثاق کا اس طرح ذکر ہوا ہے:

وَ اِذْاَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْناً وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ O(۲۷)

یاد کرو، اسرائیل کی اولاد سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، ماں باپ کے ساتھ، رشتے داروں کے ساتھ، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا، لوگوں سے بھلی بات کہنا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا۔

اس میثاق کا دوسرے مقام پر ان الفاظ میں ذکر ہوا۔

اللہ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا اور ان میں بارہ نقیب مقرر کئے تھے اور ان سے کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نے نماز قائم رکھی اور زکوٰۃ دی اور میرے رسولوں کو مانا اور ان کی مدد کی اور اپنے خدا کو اچھا قرض دیتے رہے تو یقین رکھو کہ میں تمہاری برائیاں تم سے زائل کر دوں گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی مگر اس کے بعد تم میں سے جس نے کفر کی روش اختیار کی تو درحقیقت اس نے سواء السبیل گم کر دی۔ (۲۸)

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس مذہب میں سرکاری آمدنی کے ذرائع یعنی کن کن چیزوں پر ٹیکس لیا جائے اس کی تفصیل تو ہمیں ملتی ہے (مثلاً توریت میں) لیکن کن کن مدات میں انہیں خرچ کیا جائے اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ (۲۹) لیکن اس سلسلے میں مجھے یہود کی کتب مقدسہ سے جو پہلو مل سکے ہیں وہ پیش خدمت ہیں۔

تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل پر زمین کی پیداوار اور جانوروں میں ایک

عشر یعنی دسواں حصہ تھا۔ (۳۰) نیز ہر بیس برس یا اس سے زیادہ عمر والے پر خواہ امیر ہو یا غریب آدھا مثقال دینا واجب ہے۔ (۳۱) ساتھ ہی گرا پڑا اناج، کھلیان کی منتشر بالیں اور پھل والے درختوں میں کچھ پھل چھوڑ دیتے تھے، جو مال کی زکوٰۃ تھی اور یہ عملاً ہر تیسرے سال واجب الادا ہوتی تھی۔ یہ رقم بیت المقدس کے خزانہ میں جمع کی جاتی تھی۔ اس کا ساٹھواں حصہ مذہبی عہدہ دار پاتے تھے، دسواں حصہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد یں قومی خاندانی کاہن ہونے کی حیثیت سے لیتی تھیں اور ہر تیسرے سال میں دسواں حصہ بیت المقدس کے حاجیوں کی مہمانی کے لئے رکھا جاتا تھا۔ اسی مد سے عام مسافروں، غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کو روزانہ کھانا پکا کر تقسیم کیا جاتا تھا۔ اور نقد آدھے مثقال والی زکوٰۃ کی رقم، جماعت کے خیمہ (یا مسجد بیت المقدس) اور قربانی کے ظروف و آلات کی خریداری کے لئے رہتی تھی۔ (۳۲) تورات کے زمانے میں چونکہ دولت زیادہ تر صرف زمین کی پیداوار اور جانوروں کے گلوں تک محدود تھی اس لئے ان ہی دونوں چیزوں کی زکوٰۃ کا زیادہ ذکر آیا ہے۔ سونا چاندی اور ان کے سکوں کی چونکہ قلت تھی اس لئے ان کی زکوٰۃ کا ذکر ایک دو جگہ ہے۔ اسی بناء پر یہودیوں نے نقد زکوٰۃ کی اہمیت محسوس نہیں کی۔

یہودی مذہب میں بھی سود لینا ممنوع تھا۔ سفر تثنیہ میں واضح حکم ہے: لاتقرض اُخاک بربا (۳۳) موسیٰ کی دس وصیتوں میں ایک وصیت یہ تھی چوری، غصب، قبضہ کے ذریعہ مال حاصل نہ کرو۔ (۳۴) اس زمانہ میں بھی مال کی تقسیم کا تصور موجود تھا، جب یہود کنعان میں داخل ہوئے تو وہاں قبیلوں کے نام کی قرعہ اندازی کر کے ان میں زمین تقسیم کی گئی تھی۔ (۳۵) بعد میں یہودیوں میں مال کی حرص آ گئی، انہوں نے سودی کاروبار اور جمع مال کی ساری صورتیں اختیار کرلیں۔ (۳۶) قرآن کریم نے ان کی اسی خصلت کی طرف سورۃ القصص (۳۷) اور النساء (۳۸) میں اشارہ کیا ہے: بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بنی اسرائیل کے تین افراد کوڑھی، گنجے اور نابینا کا طویل قصہ بیان کیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے صحت دے کر مال دے کر آزمایا جب ان سے فرشتے نے ضرورت مند بن کر امتحان کے لئے مدد چاہی تو سوائے نابینا کے کسی نے غریب کو مال نہیں دیا، نتیجتاً اللہ تعالیٰ نے دونوں کو ویسا ہی کر دیا جیسے پہلے تھے۔ (۳۹) اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مال سے زکوٰۃ ادا کرنے کا تصور موجود تھا۔ آج دنیا کا سب سے بڑا سود خور یہی یہودی ہے، دنیا کے بیشتر بینکوں کے مالک یہودی ہیں۔

<u>عیسائیت</u>: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عرصہ دعوت بہت مختصر ہے، مگر انہوں نے بھی فقراء و محرومین

کو دینے کی طرف رغبت دلائی ہے۔(۴۰) حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے یہ الفاظ وارد ہوئے:

وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ حَیًّا (۴۱)

اور نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے جب تک میں زندہ ہوں۔

اور تمام اہل کتاب کے بارے میں قرآن کریم نے ارشاد فرمایا:

وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ O (۴۲)

اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کے لئے خالص کر کے بالکل یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں یہی نہایت صحیح درست دین ہے۔

انجیل کے جو عہد قدیم اور عہد جدید کے نسخے آج ہمارے درمیان موجود ہیں ان میں بھی متعدد مقامات پر غریبوں سے حسن سلوک کی خاص تاکید اور مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور کمزوروں سے ہمدردی کی بڑی واضح ہدایات ملتی ہیں۔ چنانچہ تورات میں وارد ہے کہ:

جو شخص مسکین کی آواز سے کان بند کر لے، وہ خود بھی چیخیں مارے گا اور کوئی اس کی نہ سنے گا، اور چھپا کر ہدیہ دینے سے غضبِ (الٰہی) ٹھنڈا ہوتا ہے۔(۴۳)

اصحاح میں یہ الفاظ ہیں کہ: مدد کرنے والے نیکوکار (کے مال) میں برکت ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنے کھانے میں سے غریب کو بھی دیتا ہے۔(۴۴) منقول ہے: جو غریب کو دے گا وہ خود کبھی محتاج نہ ہوگا اور جو غریب کی طرف آنکھیں بند کرے اس پر (خدا کی) لعنتیں ہوں۔(۴۵)

سفر التثنیہ اصحاح میں یہ الفاظ ہیں کہ: اگر تمہارے دروازے پر کوئی تمہارا غریب بھائی پڑا ہو اور تمہاری اس زمین میں موجود ہے جو تمہارے خدا نے تمہیں دی ہے تو سخت دل نہ بن جاؤ، اور اپنے ہاتھ نہ باندھ لو بلکہ ہاتھوں کو کھول کر اس کی ضرورت کے مطابق اسے قرض ہی دے دو، لیکن دیتے وقت تمہارا دل نہ دکھ رہا ہو، کیونکہ (اگر قرض حسنہ دو گے) تو تمہارا خدا تمہارے سارے کاموں میں برکت دے گا اور جس شے کی طرف تم ہاتھ بڑھاؤ گے اسی میں برکت پیدا ہو جائے گی۔ تمہاری سرزمین میں غریبوں کی کمی نہیں ہے اس لئے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھ اپنے مسکین اور غریب بھائی کے لئے کھلے رکھو۔(۴٦)

اصحاح میں یہ الفاظ ہیں کہ: ہر سال کی زرعی پیداوار کا جو عشر تم ہر تین سال کے آخر میں دیتے ہو اور

اسے اپنے گھر کے دروازے پر رکھ دیتے ہو اور لادی (فرزند یعقوبؑ) آتا ہے کیونکہ اس کا تمہارے ساتھ کوئی حصہ نہیں ہے اور تمہارے دروازے پر جو غریب، یتیم اور بیوائیں موجود ہوتے ہیں وہ یہ (کھانا) کھا کر اپنا پیٹ بھرتے ہیں اور تمہارا خداوند تمہارے ہر عمل میں برکت دیتا ہے۔(۴۷)

انجیل لوقا میں ہے کہ: اپنے مال کو فروخت کر کے صدقہ ادا کرو۔ (۴۸) انجیل لوقا میں ہے کہ: جس کے پاس دو کپڑے ہوں وہ (ایک) کپڑا اسے دیدے جس کے پاس (بالکل) نہیں ہیں، اور جس کے پاس کھانے کو ہو وہ اسے بھی کھلائے جس کے پاس کھانے کو نہیں ہے۔ (۴۹)

اصحاح میں ہے: اگر کوئی شخص کھانے پر بلائے تو دوستوں، بھائیوں، رشتہ داروں اور مالدار پڑوسیوں کو نہ بلائے، کیونکہ وہ بھی تمہیں بلائیں گے اور تمہارا بدلہ اتر جائے گا بلکہ بے کس لنگڑے، لولے اور اندھے مسکینوں کو بلائے تاکہ اس کو خوشخبری ملے کیونکہ یہ مسکین تو بدلہ نہیں چکا سکتے اس لئے ان کا بدلہ روز قیامت نیک لوگوں کے ساتھ ادا کیا جائے گا۔ (۵۰) مزید وارد ہے: اللہ کے خزانے میں مالدار (روپوں کی) تھیلیاں لا کر ڈالتے ہیں اور ایک بیوہ مسکین دو پیسے لا کر ڈالتی ہے تو قسم بخدا، اس بیوہ کے دو پیسے (خدا کے نزدیک) مالداروں کی تھیلیوں سے قیمتی ہیں، کیونکہ مالداروں نے اللہ کی دولت میں سے کچھ لا کر ڈالا ہے۔ اور اس غریب بیوہ نے تنگدستی کے باوجود اپنی ساری پونجی نذر کر دی ہے۔ (۵۱) اصحاح میں ہے کہ: جو تم سے مانگے اسے دیدو اور جو قرض مانگے اسے قرض دے دو۔ (۵۲) اور یہ ہے: لوگوں کے سامنے صدقہ نہ دو کہ وہ تمہیں دیکھیں، ایسا نہ کرنے سے آسمانوں والے کے پاس تمہارے عمل کا کوئی اجر نہیں ہوگا، اور جب صدقہ کرو تو لوگوں میں اپنے سامنے ڈھول پٹواتے نہ جاؤ، جیسے دکھاوا کرنے والے ہیں تاکہ لوگوں میں ان کی تعریف وستائش ہو حق بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو ان کی نیکی کا صلہ مل چکا ہے، بہرحال جب تم صدقہ کرو تو تمہارے بائیں ہاتھ کو یہ معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا ہے۔ تمہارا باپ (خدا) تمہاری اس پوشیدہ نیکی کو دیکھ رہا ہے اور وہ کھلم کھلا تمہیں بدلہ دے گا۔ (۵۳) مزید لکھا ہے: جو شخص شاگرد سمجھ کر ان غریب بچوں کو ایک گلاس ٹھنڈا پانی پلا دے گا حق بات یہ ہے کہ اُس کا اجر ضائع نہیں ہوگا۔ (۵۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شریعت موسیٰ کے ان ظاہری قواعد میں کوئی ترمیم نہیں کی، بلکہ ان کی روحانی کیفیت پر زیادہ زور دیا۔ انجیل لوقا میں ہے کہ: جو ''اپنا عشر (زکوٰۃ) ریا، نمائش اور فخر کے لئے دیتا ہے، اس سے وہ شخص بہتر ہے جو اپنے قصور پر نادم ہے۔ (۵۵) اسی انجیل کے ۲۱ویں باب

کی پہلی آیت میں ہے: اگر کوئی دولت مند ہیکل کے خزانہ میں اپنی زکوٰۃ کی بڑی رقم ڈالے، اوراس کے مقابلے میں کوئی غریب بیوہ خلوصِ دل سے دو دمڑی ڈالے تو اس کی زکوٰۃ کا رتبہ اس دولتمند کی زکوٰۃ سے کہیں بڑھ کر ہے۔(۵۶)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو ترغیب دی کہ جس کے پاس جو کچھ ہو وہ خدا کی راہ میں لٹا دے اس لئے کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزر جانا آسان ہے، مگر دولتمند کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے۔(۵۷) ساتھ ہی انہوں نے خود اپنی طرف سے نیز اپنے رفیق کی طرف سے اپنی ناداری کے باوجود آدھے مثقال والی زکوٰۃ ادا کی۔(۵۸)

روم: روم میں جہاں قوانین نے جنم لیا اور جو قانون دانوں کی سرزمین تھی خوشحال لوگ بری طرح عوام پر مسلط ہو گئے تھے اور عوام کے مقابلے میں اپنے کو ممتاز خیال کرتے تھے اور عوام کی حیثیت ان کی نظر میں وہی تھی جو ہندوؤں کی نظر میں اچھوتوں کی تھی اور اگر انہیں چند کوڑیاں دیتے بھی تو ان سے سخت خدمت لینے کے بعد۔(۵۹)

دکھائے دل جو کسی کا وہ آدمی کیا ہے کسی کے کام نہ آئے وہ زندگی کیا ہے

زمانہ جاہلیت: عرب جو آسمانی وغیر آسمانی مذاہب کا مجموعہ تھا اس معاشرہ میں بھی کفالت عامہ کا تصور موجود تھا۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب لکھتے ہیں:

زمانہ جاہلیت میں، مشرکوں کے ہاں بھی ایک طرح کی زکوٰۃ پائی جاتی تھی، یہ لوگ اپنی پیداوار کا ایک حصہ اپنے بتوں کو دیتے تھے۔ قرآن کریم نے طنز کیا ہے کہ اگر اتفاقاً کسی وجہ سے بتوں کا کچھ حصہ اللہ کے حصہ میں مل جاتا ہے، تو اس سے لے کر دوبارہ بت کو دے دیتے ہیں۔ لیکن اگر مثلاً ہوا کے چلنے سے یا کسی اور وجہ سے اللہ کا کچھ حصہ بتوں کے پاس چلا گیا تو اللہ کو نہیں دلاتے بتوں کو ہی دے دیتے ہیں۔(۶۰)

بلوغ الارب کے مطابق عربوں میں سخاوت کی بڑی تعریف کی گئی ہے، کلام عرب ایسے لوگوں کی مدح سے بھرا ہوا ہے۔(۶۱) حاتم طائی کی سخاوت کی داستانیں کس نے نہیں سنیں، قصی نے حجاج کی خدمت کے لئے پانچ عہدے مقرر کئے تھے، سقایۃ، رفادہ، حجابۃ، لواء، دارالندوہ۔(۶۲) پہلے تین حجاج کی کفالت کے لئے تھے، آپ ﷺ کے پردادا ہاشم کو ہاشم بھی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے مکہ میں قحط کے دنوں میں روٹی چورہ کر کے لوگوں کو کھلائی تھی۔(۶۳) حضرت خدیجہؓ نے پہلی وحی کے موقع پر آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے جو جملے کہے اس میں یہ تھا کہ آپ ﷺ غریبوں کی

کفالت کرتے ہیں۔(۶۴) ابوجہل نے انکارِ نبوت کی وجہ بیان کرتے ہوئے جو بات کہی وہ یہ تھی کہ بنو ہاشم نے لوگوں کو کھلایا تو ہم نے بھی کھلایا، انہوں نے لوگوں کو سواریوں پر سوار کرایا تو ہم نے سوار کیا (یعنی جانور لوگوں کو دیئے) اب وہ نبوت کا دعویٰ کر کے ہم سے آگے نکلنا چاہتے ہیں تو ہم کیسے نبوت کو تسلیم کریں۔(۶۵) ابوسفیان نے ہرقل روم کے سامنے جو بیان دیا وہ یہ تھا:

یا مرنا بالصلاة والزکوٰة والصلة والعفاف۔ (٦٦)

آپ ﷺ ہمیں نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی اور پاکبازی کا حکم دیتے ہیں۔

ان تمام باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی کفالت عامہ اور زکوٰۃ کا تصور موجود تھا، گوکہ یہ تصور انتہائی ناقص تھا۔ ساری دنیا میں اس استحصالی نظام کے سبب امیر کی امارت غریب کی غربت بڑھتی گئی، یہاں تک کہ یہ تہذیبیں کھوکھلی ہو کر تباہ ہو گئیں۔ امام ابو یوسف لکھتے ہیں:

انما هلك من هلك من الامم لحسبهم الحق حتی یشتری منهم واظهار هم الظلم حتی یفتدی منهم۔ (٦٧)

ماضی میں جو قومیں تباہ ہو گئیں۔ ان کی تباہی کا سبب یہی تھا کہ انہوں نے عوام کو ان کے حقوق دینے سے گریز کیا تاکہ عوام ان سے اپنے حقوق کی قیمت ادا کر کے خریدیں اور عوام پر ظلم ڈھائے تاکہ لوگ ان کے مظالم سے بچنے کے لئے انہیں فدیہ (رشوت) ادا کریں۔

غریب عوام کو سرکاری ٹیکس ادا کرنے کے لئے اپنی اولاد کو بھی بیچ دینا پڑتا تھا۔ کسانوں کا تعلق زمینداروں کے ساتھ تقریباً ویسا ہی ہوتا تھا جیسا کہ غلاموں کا تعلق اپنے آقاؤں سے سرکاری واجبات ادا نہ کرنے کی صورت میں ان کو سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔ حتیٰ کہ ان سے جنگ بھی کی جاتی تھی۔(۶۸) کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ظلم پھر ظلم ہے بڑھے گا تو مٹ جائے گا　　　خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا

اسلامی نظم معیشت تعریف و تعارف: اسلام نے جہاں زندگی کے جملہ پہلوؤں کی طرف رہنمائی کی ہے وہیں معاشی تعلیمات سے بھی آگاہ کیا ہے۔ ماہر اسلامی معاشیات مظفر حسین ملاٹھوی لکھتے ہیں: احکاماتِ الٰہی اور ارشادات نبوی ﷺ کی رو سے اسلام میں علمِ معیشت کی تعریف یہ ہے کہ تمام انفرادی اور اجتماعی طیب طریقہ اکتساب دولت اور طریقہ تقسیم دولت جو حلال اشیاء کے حصول اور اسوۂ حسنہ کی ادائیگی کے لئے دین حق کے معینہ دائرہ عمل کے تحت اختیار کئے جائیں وہ

اسلامی معیشت ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ فرد کا وہ فعل جو وہ رزق کے حصول اور اس کے استعمال کے لئے دین حق کے قائم کردہ دائرہ کار میں رہ کر اپنی سماج کی مادی اور اخلاقی فلاح و بہبود کے لئے کرتا ہے، اسلامی معیشت میں شمار کیا جاتا ہے۔ مختصر ترین تعریف یہ بھی کی جاسکتی ہے کہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی جدوجہد جو دین حق کے بتائے ہوئے اصولوں کے تحت ''معیشت صیحہ'' کے قیام کے لئے ہو اسلامی معیشت سے تعبیر کی جاسکتی ہے۔ اس کا مقصد بنی نوع انسان کی مادّی اور اخلاقی فلاح و بہبود ہونا ضروری ہے۔ (٦٩)

اسلامی نظم معیشت کی وسعت و امتیازی خصوصیات: (Distinictiwe Features of (Islamic Economy درج ذیل بیان کی گئی ہیں۔ ﴿١﴾ رزاق اللہ ہے، (٧٠)، ﴿٢﴾ مال کمانے میں جائز و ناجائز کا فرق ہے، ﴿٣﴾ انفاق فی سبیل اللہ، ﴿٤﴾ حلال وحرام کی حدود، ﴿٥﴾ زکوٰۃ کا نظام، ﴿٦﴾ اموال مفتوحہ اور غنائم جنگ کی تقسیم، ﴿٧﴾ حکومت کی محدود مداخلت، ﴿٨﴾ قانون میراث، ﴿٩﴾ حرمت سود، ﴿١٠﴾ درجات میں تفاوت (٧١)، ﴿١١﴾ ھبہ، ﴿١٢﴾ عاریت (٧٢)، ﴿١٣﴾ امانت و صداقت، (٧٣) ﴿١٤﴾ عدم ایفاء وخیانت ممنوع ہے، ﴿١٥﴾ قرض دینے کی ترغیب، (٧٤) ﴿١٦﴾ وصیت کی اجازت، ﴿١٧﴾ زمین کی ملکیت، ﴿١٨﴾ احتکار کی ممانعت، ﴿١٩﴾ درست ناپ تول، ﴿٢٠﴾ بیت المال کا نظام، ﴿٢١﴾ اقتصادی کوشش کا حکم، ﴿٢٢﴾ میانہ روی کا حکم، ﴿٢٣﴾ مال کا ضروریات کا لئے جمع کرنا، ﴿٢٤﴾ صحیح منصوبہ بندی، ﴿٢٥﴾ قانون شفعہ، ﴿٢٦﴾ قدر محنت، ﴿٢٧﴾ سرمایہ کا استعمال، ﴿٢٨﴾ منافع (٧٥)۔

اسلامی حکومت کے ذرائع آمدنی: ﴿١﴾ عشر، ﴿٢﴾ خراج، ﴿٣﴾ جزیہ، ﴿٤﴾ زکوٰۃ، ﴿٥﴾ صدقات خیرات، ﴿٦﴾ مال فئی، ﴿٧﴾ خمس، ﴿٨﴾ ٹیکس، ﴿٩﴾ کراء الارض، ﴿١٠﴾ عشر، ﴿١١﴾ اموال فاضلہ، ﴿١٢﴾ اوقاف (٧٦)

کفالت عامہ تعریف و تعارف: کفالت کے معنی المنجد اور القاموس کے مطابق ذمہ داری، ضمانت، بوجھ اٹھانے، اور ملانے کے ہیں۔ (٧٧) قاسم بن عبداللہ نے کفالت کو ضامن کے مفہوم میں لیا ہے۔ (٧٨) لیکن اُبی ہلال العسکری نیکفالت اور ضمان میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کفالت نفس انسانی کے ساتھ خاص ہے جبکہ ضمان مال کے ساتھ۔ (٧٩) قرآن کی متعدد سورتوں میں (٨٠) اور حدیثؑ میں بھی اسی فرق کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ (٨٩) درمختار کے مطابق شرعی

تعریف یہ ہے۔

ضم ذمة الكفيل إلىٰ ذمة الاصيل (۸۲)

کفالت اس کو کہتے ہیں کہ اصل سے ہٹا کر کفیل کے ذمہ کوئی کام لگا دینا۔

جرجانی وغیرہ نے بھی اسی سے ملتی جلتی تعریف کی ہے۔ (۸۳) خلاصہ کلام یہ کہ کفالت نام ہے فائدہ پہنچانے اور نقصان سے بچانے کا کفالت کی بنیادی طور سے دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک کفالت عامہ یعنی عوام کی کفالت اور کفالت خاصہ کسی خاص فرد کی کفالت اسلام نے معاشرہ میں توازن قائم رکھنے کے لئے جہاں حکومت کو عوام کی کفالت کا حکم دیا ہے وہیں ذاتی حیثیت میں لوگوں کو بھی رغبت دلانے کے لئے فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: أنا وكافل اليتيم كهاتين (۸۴) میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا قیام کے دن اس طرح ساتھ ہوں گے جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں۔ اسلامی نظم معیشت میں رعایا کی بنیادی ضروریات کی کفالت اسٹیٹ کی ذمہ داری ہے، اسی وجہ سے حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا اگر فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مرا تو قیامت کے دن باز پرس ہوگی۔

<u>زکوٰۃ تعریف و تعارف:</u> کفالت عامہ کا بنیادی ذریعہ زکوٰۃ ہے، زکوٰۃ چار قسم کے اموال پر فرض ہے۔ ۱۔ جانور پر، ۲۔ سونے چاندی پر، ۳۔ ہر قسم کے مال تجارت پر، ۴۔ کھیتی اور درختوں کے مال پر۔ (۸۵) المنجد میں زکوٰۃ کی جمع زَکاً وَ زَکوٰات بیان کی گئی ہے۔ (۸۶) زکوٰۃ کا لفظ قرآن کریم میں ۳۵ سے زائد مقامات پر (۸۷) آیا ہے۔ اور دس سے زائد معانی میں استعمال ہوا ہے۔

﴿۱﴾ بمعنى الأقرب إلى المصلحة (۸۸)، ﴿۲﴾ بمعنى الحلال، (۸۹) ﴿۳﴾ بمعنى الحسن واللطافة (۹۰)، ﴿۴﴾ بمعنى العلاج والصيانة (۹۱)، ﴿۵﴾ بمعنى الاحتراز عن الفواحش (۹۲)، ﴿۶﴾ بمعنى اطاعت و اقبال على الخدمة (۹۳)، ﴿۷﴾ بمعنى التوحيد والشهادة (۹۴)، ﴿۸﴾ بمعنى الثناء والمدح (۹۵)، ﴿۹﴾ بمعنى النقاء والطهاره (۹۶)، ﴿۱۰﴾ بمعنى اداء الزكوٰة الشرعية (۹۷)، مزید دیکھئے۔ (۹۸) امام ماوردی نے لکھا ہے زکوٰۃ اور صدقہ کے الفاظ اگرچہ الگ الگ ہیں لیکن ہم معنی ہیں۔ (۹۹) ابن نجیم نے فقہ حنفی کی رو سے زکوٰۃ کی شرعی تعریف یہ کی ہے:

ہی تمليك المال إلىٰ فقير مسلم غير ہاشمي ولامولا ہ بشرط قطع المنفعة

عن الملك من كل وجه لله تعالیٰ (۱۰۰)

مزید شرعی تعریفات کے لئے موسوعة نظرة النعیم ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔(۱۰۱)

زکوٰۃ کی تاریخی اہمیت و فرضیت عہد نبوی او خلافت راشدہ میں: زکوٰۃ ۸ھ (۱۰۲) یا ۹ھ (۱۰۳) میں فرض ہوئی، جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں، اس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوتا ہے، جس کا تذکرہ سورہ المائدہ میں ہے کہ اس زمانے میں آسمانی آگ جس کے صدقہ کو جلا دیتی گویا وہ قبول ہوگیا، جس کا نہیں جلاتی اس کا صدقہ گویا قبول نہیں ہوا، یہی کچھ قابیل وہابیل بن آدم علیہم السلام کے ساتھ ہوا۔(۱۰۴) بعد کی شریعتوں میں زکوٰۃ آگ کے حوالہ کرنے کے بجائے کمزوروں اور ضرورت مندوں کو دینے کی اجازت دے دی گئی، عہد نبوی ﷺ کے مکی دور میں زکوٰۃ فرض نہیں اختیاری تھی، صرف اتنا حکم آیا تھا وَالَّذِيْنَ فِىْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْم لِلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْم (۱۰۵) یعنی خود حق ادا کریں بعد میں خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ۔ (۱۰۶) کے ذریعہ وصول کرنے کا حکم ملا۔ معمول تھا آپ ﷺ مختلف صحابہ کو جمع زکوٰۃ کے لئے مختلف قبائل میں بھیجتے جو زکوٰۃ وصول کر کے پھر آ کر آپ ﷺ کو حساب دیتے تھے۔ جیسا کہ ابن التبیہ کے واقعہ سے واضح ہوتا ہے۔(۱۰۷) الاوائل کے مطابق زکوٰۃ کی وصولی پر پہلا باقاعدہ ملازم عتابؓ بن اسید کو رکھا۔(۱۰۸) عہد نبوی ﷺ کے بعد کچھ لوگوں نے حکومت کو زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو ابوبکرؓ نے ان کے خلاف جہاد کیا۔(۱۰۹) یہاں تک کہ وہ تائب ہوئے، عہد عمرؓ میں یہی معمول رہا، عہد عثمانیؓ میں چونکہ اسلامی حکومت بہت وسیع ہوگئی اس کے جمع پر بقول ڈاکٹر حمید اللہ زیادہ خرچ آنے کا امکان تھا لہٰذا آپؓ نے لوگوں کو اجازت دے دی کہ وہ ہر سال زکوٰۃ کی رقم خود ہی قرآن کے احکامات کے مطابق تقسیم کر دیا کریں۔(۱۱۰) اسی قسم کا تجزیہ خولہ شاکر الدجیلی کا بھی ہے۔(۱۱۱)

اسلام کا نظام زکوٰۃ تاریخ انسانیت میں جدید اور منفرد نظام ہے اور ایسا نظام ہے جس تک انسانی فکر کی کبھی رسائی نہیں ہوئی اور نہ کسی آسمانی شریعت نے اس قدر مفصل نظام وضع کیا۔ بلاشبہ اسلام کا نظام زکوٰۃ اجتماعی، سیاسی، اخلاقی اور دینی پہلوؤں کا حامل بے مثال مالی اور اقتصادی نظام ہے۔

زکوٰۃ مالی اور اقتصادی نظام اس لئے ہے کہ یہ ایک محدود مالی ٹیکس ہے۔ جو رؤس پر عائد ہوتا ہے جیسے زکوٰۃ الفطر اور اموال پر اور آمدنیوں پر عائد ہوتا ہے، جیسے عام زکوٰۃ، یہ بیت المال کا ایک مستقل اور دائمی مصدر ہے جو ناداروں کی اقتصادی ضروریات کی تکمیل کے لئے صرف ہوتی ہے اور کنز اور دولت کے ارتکاز کے خلاف ایک مؤثر جنگ کی حیثیت رکھتی ہے۔

زکوٰۃ اجتماعی نظام اس لئے ہے کہ یہ درحقیقت معاشرے کے تمام افراد کے لئے ایک نظام تامین ہے جس سے ہر فرد معاشرہ کو مصائب و آفات سے تحفظ ملتا ہے۔ انسانی اخوت و یکجہتی وجود میں آتی ہے، حاصلین (Haves) اور غیر حاصلین (Havesnot) کے فاصلے کم ہوتے ہیں، معاشی ناہمواریاں دُور ہوتی ہیں، قادرین اور عاجزین کے درمیان نفرت وحسد کی دیواریں منہدم ہوتی ہیں اور مصلحین کو امور خیر کے انجام دینے کی سہولتیں فراہم ہوتی ہیں، کیونکہ سبیل خیر میں جو بوجھ ان پر آ جاتا ہے زکوٰۃ اسے رفع کر دیتی ہے اور اس طرح معاشرے کے متعدد اعلیٰ مقاصد اور اہداف کی تکمیل ہو جاتی ہے اور انسانی سماج کے بے شمار مسائل کا حل نکل آتا ہے۔

زکوٰۃ کا سیاسی پہلو یہ ہے کہ ریاست زکوٰۃ کی تحصیل اور توزیع کے فرائض انجام دیتی ہے، عاملین علیہا کا ایک پورا نظام قائم کرتی ہے اور عدل کو ملحوظ رکھتی ہے اور ان مصارف کا اندازہ و تخمین کرتی ہے جو دروبست حکومت کے دائرہ اختیار میں ہیں، جیسے مؤلفۃ القلوب اور فی سبیل اللہ۔ چونکہ زکوٰۃ قلوب کی تطہیر کرتی ہے اور اغنیاء کے نفوس کو بخل اور دنائت سے پاک کرتی ہے اور نارحسد کو بجھا کر محبت اور اخوت پیدا کرتی ہے اس لئے یہ ایک اخلاقی نظام بھی ہے۔ اور اس امر میں تو شبہ ہی نہیں ہے کہ زکوٰۃ ایک دینی نظام ہے اس لئے کہ زکوٰۃ فریضہ اسلامی ہے اور اس کا مقصود ہی ایمان کو تقویت دینا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے تیار ہونا ہے اور اس لئے کہ زکوٰۃ دین اسلام کا ایک رکن ہے جس کی مقادیر اور مصارف تمام دین ہی نے مقرر کئے ہیں۔ اور اس لئے کہ اس کا ایک حصہ اعلائے کلمۃ اللہ اور دعوت دین میں صرف ہوتا ہے۔

زکوٰۃ کا اس قدر وسیع اور مفید نظام اس امر کی دلیل ہے کہ شریعت اللہ سبحانہ کی نازل کردہ ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک امی قوم میں موجود نبی امی نے خود اپنی فکر سے ایسا نظام وضع کر لیا ہو جس کی پہلے کوئی نظیر موجود نہیں تھی۔ (۱۱۲) برصغیر کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ یہاں بھی مسلم حکمرانوں نے زکوٰۃ کا نظام جاری رکھا ہوا تھا، جیسے سندھ میں قائم ہونے والی پہلی مسلم حکومت، عہد فیروز شاہی اور عہد عالمگیری کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے۔ (۱۱۳)

زکوٰۃ کی اہمیت قرآن کی روشنی میں: جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں سورۂ بقرہ (۱۱۴) سے معلوم ہوتا ہے بنی اسرائیل سے زکوٰۃ ادا کرنے غریبوں کی کفالت کا عہد لیا گیا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے (۱۱۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا تھا۔ (۱۱۶) قرآن کریم نے تقریباً ۵۱ مقامات پر (۱۱۷) اپنے ماننے والوں کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم

دیا ہے جس میں سے بطور مثال چند یہ ہیں ارشاد ربانی ہے:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (۱۱۸)

نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو امید ہے تم پر رحم کیا جائے گا۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَ تُزَکِّیْھِمْ بِھَا وَصَلِّ عَلَیْھِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ (۱۱۹)

اے نبی ﷺ! تم ان کے اموال سے زکوٰۃ لے کر انہیں گناہوں سے پاک اور صاف کرو، نیز ان کے حق میں دعائے رحمت کرو، کیونکہ تمہاری دُعا ان کے لئے موجب تسکین ہوگی، اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّ لَّھُمْ ط سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ (۱۲۰)

جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے مال و دولت دی ہے اور وہ بخیلی سے کام لیتے ہیں اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخل ان کے حق میں بہتر ہے، بلکہ یہ ان کے لئے بہت ہی برا ہے، اس بخل سے جو کچھ وہ جمع کر رہے ہیں اُسے قیامت کے دن طوق بنا کر ان کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَ ظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ O (۱۲۱)

دردناک سزا کی خوشخبری سنا دو ان لوگوں کو جو سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں، اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ ایک دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی، اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو دغا جائے گا اور کہا جائے گا یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا، لو اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔

زکوٰۃ کی اہمیت تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں: زکوٰۃ کے بارے میں بنیادی احکامات ہمیں قرآن کریم سے معلوم ہوتے ہیں، لیکن اس کے بارے میں تفصیلات جس میں نصاب، شرائط، حولان حول وغیرہ کی طرف رہنمائی تعلیمات نبویہ ﷺ سے ملتی ہے، حدیث کی ہر اہم کتاب میں زکوٰۃ پر مستقل کتاب وابواب محدثین نے قائم کئے ہیں، سب کا احاطہ ناممکن ہے چند احادیث بطور

مثال پیش خدمت ہیں، حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کا ادا کرنا اسلام کے پانچ بنیادی فرائض میں سے ایک فرض ہے:

عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما قال قال رسول اللّٰہ ﷺ بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللّٰہ وان محمدا رسول اللّٰہ و اقام الصلاۃ وایتاء الزکوۃ والحج وصوم رمضان (۱۲۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ ۱۔ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، ۲۔ نماز قائم کرنا، ۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا، ۴۔ حج کرنا اور ۵۔ رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اعلان فرمایا اَدُّوا زکوٰۃ اموالکم (۱۲۳) اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو، بشیر بن خصاصیۃ مسلمان ہونے آئے، انہوں نے بیعت کرتے ہوئے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تو آپ ﷺ نے اس وقت تک بیعت نہیں کیا جب تک انہوں نے ادائیگی کا وعدہ نہیں کرلیا۔ (۱۲۴) ایک اعرابی نے جنت میں جانے کا طریقہ پوچھا تو آپ ﷺ نے دیگر امور کے ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا، (۱۲۵) جب وہ جانے لگا تو فرمایا جسے جنتی دیکھنا ہو اسے دیکھ لے۔ ایک خاتون کو کنگن پہنے دیکھ کر فرمایا اس کی زکوٰۃ ادا کرو۔ (۱۲۶) صحیح مسلم کی طویل روایت میں زکوٰۃ کو اوساخ الناس۔ (۱۲۷) لوگوں کا میل قرار دیا ہے تا کہ جو مستحق نہیں وہ اس سے بچیں، آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے اہل وعیال پر زکوٰۃ ممنوع تھی، ایک دفعہ حسنؓ کو زکوٰۃ کی کھجور کھاتے دیکھا تو منہ سے نکلوا دیا۔ فرمایا لاَنَا کل الصدقۃ (۱۲۸) توازن قائم رکھنے کے لئے جہاں ایک طرف اتنی شدت سے ترغیب دی گئی وہاں لینے والوں کو روکا بھی ہے، فرمایا اليد العليا خير من اليد السفلى (۱۲۹) دینے والا ہاتھ لینے والے سے بہتر ہے تا کہ لوگ دینے والے بنیں لینے والے نہیں۔

زکوٰۃ کے مصارف اور کفالت عامہ: قرآن کریم میں زکوٰۃ کے مفہوم کی ادائیگی کے لئے صدقۃ کا لفظ بھی مستعمل ہے۔ (۱۳۰) جیسا کہ میں واضح کر چکا ہوں، حرقوص بن زہیر بن ذی الخویصرہ التمیمی یا منافق ابوالجواز نے (۱۳۱) آپ ﷺ کے تقسیم زکوٰۃ پر اعتراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے از خود زکوٰۃ کے مصارف واضح فرما دیئے، ارشاد ربانی ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ الخ (۱۳۲)

زکوٰۃ تو بس فقراء کے لئے ہیں مساکین کے لئے ہیں، صدقات وصول کرنے پر مامور ملازمین کے لئے ہیں، ان لوگوں کے لئے ہیں، جن کی تالیف قلب مقصود ہو، غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے ہیں، قرضداروں کے لئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کے لئے ہیں، اور مسافروں کے لئے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

﴿۱﴾ فقراء: قرآن نے زکوٰۃ کے جو مصارف بیان کئے ہیں اس میں سب سے پہلے فقیر کو بیان کیا ہے فقیر کا لفظ قرآن میں پانچ جگہ آیا ہے۔ (۱۳۳) اور اس کی جمع سات جگہ آئی ہے فقر ضرورت کے معنی میں (۱۳۴) اور قناعت کے معنی میں (۱۳۵) آیا ہے، فقہ حنفی کے مطابق فقیر اسے کہتے ہیں جو صاحب نصاب نہ ہو اور اپنی ضروریات پوری نہ کر پاتا ہو۔ (۱۳۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

یدخل فقراء المسلمین الجنة قبل اغنیائهم بنصف یوم وهو خمس مائة عام (۱۳۷)

فقراء قیامت کے دن مالداروں سے نصف یوم پہلے داخل ہوں گے، یعنی پانچ سو سال پہلے۔

احناف کے نقطہ نظر سے فقیر اور مسکین دونوں ایک مد و مصرف ہے۔ (۱۳۸)

﴿۲﴾ مساکین: لفظ مسکین قرآن میں گیارہ جگہ آیا ہے اور مساکین بارہ مقامات پر (۱۳۹) مسکین ذلیل اور کمزور کے معنی میں آیا ہے۔ (۱۴۰) فقہ حنفی کے نقطہ نظر سے مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو یعنی ضروریات زندگی بھی نہ ہو۔ (۱۴۱) آپ ﷺ نے فرمایا: الساعی علی الأرملة والمسکین کالمجاهد فی سبیل اللہ (۱۴۲) بیوہ اور مسکین کی خدمت اور ان کے لئے کوشش کرنے والا ایسا ہے جیسے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔ مسکین کی مدد کے لئے فقیر کے مقابلہ میں کفارہ یمین کفارہ صوم کفارہ ظہار اور کفارہ قتل محرم کی مد بھی رکھی گئی ہے۔ (۱۴۳) اور بے شمار مقامات پر مسکین کی مدد کے لئے ابھارا گیا ہے۔ (۱۴۴) آپ ﷺ نے بھی مسکینوں سے بے حد محبت کا اظہار کیا ہے۔ انس بن مالک سے روایت ہے آپ ﷺ دعا فرماتے تھے۔

اللّٰهُمَّ أَحْيِنِیْ مِسْكِيْنًا وَأَمِتْنِیْ مِسْكِيْناً وَ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ المساكين (۱۴۵)

اے اللہ مجھے مسکین کی حیثیت سے زندہ رکھ مسکین کی حیثیت سے مار اور مسکینوں کے زمرہ میں شامل فرما۔

﴿۳﴾ عاملین (ملازمین): جو لوگ جمع کرنے پر سرکاری طور سے مامور ہوں ان کی تنخواہیں

بھی زکوٰۃ سے ادا کی جائیں گی، آپ ﷺ نے عتاب بن اُسید کو مکہ میں زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے با قاعدہ تنخواہ پر ملازم رکھا، الاوائل کے مطابق یہ پہلے با قاعدہ ملازم تھے۔(۱۴۶) عبداللہ بن ساعدیؓ جو اسی قسم کے کام پر مامور تھے، بلا تنخواہ کام کرتے تھے۔ انہیں تنخواہ دی جاتی تو نہیں لیتے تھے، حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو فرمایا میں بھی ایسا ہی کرتا تھا جب کوئی مجھے تنخواہ دیتا مگر آپ ﷺ نے فرمایا خذہ فتمولہ (۱۴۷) اس (تنخواہ) کو لے لو اور اس کے ذریعہ مالدار بن کر صدقہ (و خدمت) کرو آپ ﷺ نے عاملین کو حکم دیا کہ فرائض کس طرح انجام دیں فرمایا: لاتو خذ صدقاتھم الا فی دورہم (۱۴۸) لوگوں کے پاس خود چل کر جاؤ اور ان کے ٹھکانوں سے زکوٰۃ وصول کرو انہیں اپنی خدمت میں نہ بلاؤ اور حکم دیا کہ زکوٰۃ میں عمدہ نہ بہت عمدہ مال لو نہ بالکل گھٹیا بلکہ درمیانہ لو۔(۱۴۹) اور زکوٰۃ کے مال میں جو خیانت کرے گا قیامت کے دن وہی اونٹ بلبلاتا ہوا بکری ممناتی ہوئی اس کے کاندھوں پر سوار قیامت کے دن آئے گی۔(۱۵)

﴿۴﴾ مؤلفۃ القلوب: یعنی غیر مسلموں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے مالی مدد کرنا امام ابوحنیفہ کا مسلک ہے، یہ مد اب ختم ہوگئی اسلام پھیل چکا ہے۔(۱۵۱) مگر دیگر اسے بھی زکوٰۃ کا مصرف سمجھتے ہیں، غیر مسلم کی بھی قسمیں ہیں: ﴿۱﴾ ایک غیر مسلم وہ ہے جو اسلام کی طرف مائل ہو، ﴿۲﴾ دوسرا وہ ہے جس کی برائی سے بچنا مقصود ہو، ﴿۳﴾ تیسرا وہ ہے جو اسلام قبول کر چکا ہے مگر تذبذب کا شکار ہے، ﴿۴﴾ ایک وہ افراد ہیں جو مسلمان ہیں، دشمن کی سرحد پر رہتے ہیں، ان کی مدد سے سرحد کی حفاظت مقصود ہو، ﴿۵﴾ ایک وہ لوگ ہیں جو کسی جماعت کے قبیلہ کے لیڈر ہیں، ان کی امداد سے اسلام و مسلمانوں کو تقویت ہوگی، یہ سب اس مد میں داخل ہیں۔(۱۵۲) ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے بھی انہی سے ملتی جلتی چار قسمیں بیان کی ہیں۔(۱۵۳) آپ ﷺ نے خود اس مد سے غیر مسلموں کی مالی مدد کی۔(۱۵۴) حضرت سعدؓ سے طویل حدیث منقول ہے سعدؓ کے مکرر سوال پر کہ غیر مسلم کی مدد کیوں کی؟ فرمایا: إنی لأعطی الرجل وغیرہ أحب إلیّ منہ خشیة ان یکبہ' اللہ فی النار۔ (۱۵۵) اے سعدؓ اگر میں کسی شخص کو دیتا ہوں تو اس خوف سے دیتا ہوں کہ اگر اس کو نہ دیا جائے تو وہ کافر ہو جائے گا، اور اللہ تعالیٰ اس کو آگ میں سرنگوں ڈال دے گا حالانکہ دوسرا شخص مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے، مگر اس کو نہیں دیتا اس لئے کہ اس سے ایسا خطرہ نہیں ہے۔ مکہ کے اکثر رؤساء جنہوں نے غزوہ حنین کے وقت اسلام قبول کیا تھا، ابھی تک مذبذب الاعتقاد تھے۔ انہی جیسے لوگوں کو قرآن مجید میں مؤلفۃ القلوب کہا گیا ہے۔ آنحضرت

ﷺ نے ان لوگوں کو نہایت فیاضانہ انعامات دیئے جن کی تفصیل یہ ہے۔ ابوسفیان مع اولاد ۱۳۰۰ اونٹ اور ۱۲۰ اوقیہ چاندی، حکیم بن حزام ۱۲۰۰ اونٹ، نضر بن حارث بن کلدہ ثقفی ۱۰۰ اونٹ، صفوان بن امیہ ۱۰۰ اونٹ، قیس بن عدی ۱۰۰ اونٹ، سہیل بن عمر ۱۰۰ اونٹ، حویطب بن عبدالعزیٰ ۱۰۰ اونٹ، ان کے علاوہ تین غیر ملکی نو مسلم رئیس بھی ان انعامات کے مستحق ٹھہرے: اقرع بن حابس (تمیمی) ۱۰۰ اونٹ، عینیہ بن حصن (فزاری) ۱۰۰ اونٹ، مالک بن عوف (نصری) ۱۰۰ اونٹ، ان کے علاوہ بہت سے لوگوں کو پچاس پچاس اونٹ عطا فرمائے۔ (۱۵۶) امام ابو یوسف کی تالیف ''کتاب الخراج'' میں اگر ہم دیکھیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانے میں زکوٰۃ کی آمدنی سے یہودیوں کی بھی مدد فرماتے تھے، ایک روز وہ مدینہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے دیکھا کہ ایک شخص بھیک مانگ رہا ہے۔ انہیں حیرت ہوئی کہ میرے زمانے میں لوگ بھیک مانگیں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ حکومت کا فریضہ ہے کہ غریبوں کی مدد کرے، انہیں کھلائے پلائے۔ اس سے پوچھتے ہیں تو کون ہے؟ وہ کہتا ہے میں ایک یہودی ہوں اب تک کاروبار کیا کرتا تھا اور جزیہ دیا کرتا تھا۔ اب بوڑھا ہو گیا ہوں کام نہیں کرسکتا۔ لہٰذا مجبور ہوں کہ بھیک مانگوں۔ حضرت عمرؓ بے حد متاثر ہوئے فوراً اپنے افسر بیت المال کو حکم دیا کہ اس یہودی کے لئے روزینہ مقرر کر دیا جائے۔ (۱۵۷) ان کے الفاظ ہیں کہ ہذا من مساکین اہل الکتاب یہ مساکین کی مد میں آتا ہے، اس لئے زکوٰۃ سے اس کو رقم دی جائے۔ (۱۵۸) بلاذری نے لکھا ہے شام کے سفر کے دوران حضرت عمرؓ نے زکوٰۃ کی مد سے محتاج عیسائیوں کی بھی مدد کی۔ (۱۵۹)

شفیق سب کے ادیب سب کے انیس سب کے خلیل سب کے
رفیق سب کے حبیب سب کے رئیس سب کے کفیل سب کے
تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

﴿۵﴾ <u>الرقاب</u>: اقوام عالم کے معاہدہ کے تحت غلامی کا دور چونکہ ختم ہو چکا ہے اس لئے یہ مد بھی باقی نہیں رہے،

﴿۶﴾ غارم (مقروض) : مقروض یا ضرورت مند کو مشکل سے نکالنے کے لئے زکوٰۃ کی مد سے اس کی مدد کرنا۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب لکھتے ہیں مثلاً تجارت کے لئے یا کسی اور کام کے لئے حکومت اس کو قرض دیتی ہے، اور قرض ظاہر ہے کہ بلا سود ہی ہوگا کیونکہ حکومت ہی وہ ادارہ ہے جو سود کی آمدنی کا خیال کئے بغیر رعایا ہی کی آمدنی رعایا ہی کو قرض دے سکتی ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کا

طرزِ عمل یہی نظر آتا ہے کہ وقتاً فوقتاً وہ لوگوں کو سرکاری خزانے سے بلا سود قرضے دیتے تھے، اس سے خود حضرت عمرؓ بھی فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔ ان کی آمدنی اور تنخواہ کم تھی۔ کبھی کبھی انہیں ضرورت پیش آتی تھی۔ تو وہ سرکاری خزانے سے قرض لیتے تھے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر ماہ تنخواہ نہیں بٹتی تھی بلکہ چھ ماہ میں ایک بار یا سال میں دو مرتبہ تو اپنی تنخواہ ملنے پر وہ ادائیگی کر دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ کی طرح اور لوگوں کو بھی اس سے استفادہ کرنے کا موقع ملتا تھا۔ (۱۶۰)

﴿۷﴾ فی سبیل اللہ : ڈاکٹر حمید اللہ صاحب لکھتے ہیں: ''فی سبیل اللہ'' سے مراد فوجی انتظام اور دفاع کا انتظام ہے۔ سول ایڈمنسٹریشن ''عاملین علیہا'' میں شامل ہے۔ ''فی سبیل اللہ'' کے تحت پوری ملٹری ایڈمنسٹریشن آ جاتی ہے۔ سپاہیوں کی تنخواہ کی ادائیگی، اسلحہ کی فراہمی اور دیگر فوجی ضروریات سب اس مد کے تحت آ جاتی ہیں۔ نیز اور چیزیں بھی مثلاً مسجدوں کا بنانا کارواں سرائے تعمیر کرنا، مدرسوں کی تعمیر وغیرہ یہ ساری چیزیں فی سبیل اللہ کے تحت اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے تحت آ جاتی ہیں۔ (۱۶۲) لیکن عام علماء کی رائے ہے کہ زکوٰۃ میں ملکیت بھی شرط ہے۔ مسجد و مدرسہ کی تعمیر میں ملکیت نہیں آتی اس لئے زکوٰۃ ایسے جگہوں پر خرچ نہیں ہوسکتی ہے۔ البتہ فی سبیل اللہ کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ (۱۶۳)

﴿۸﴾ ابن السبیل (مسافر): ایسا مسافر جو چاہے اپنے ملک میں مالدار ہو اگر مسلم ملک میں آیا تو اس کی مدد کی جا سکتی ہے۔ خواہ یہ مسافر مسلم ہو یا غیر مسلم مالدار ہو یا غریب اور یہ مدد قابل واپسی بھی نہیں۔ (۱۶۴) قابل غور بات یہ ہے کہ جس معاشرہ میں کفالت کا اتنا اہتمام ہو وہاں بھلا کیسے محرومی، غربت باقی رہ سکتی ہے۔

مصارف زکوٰۃ کے بارے میں اہم ترین حکم : اہم ترین بات یہ ہے کہ زکوٰۃ کے اس کفالتی نظام کو موثر بنانے کے لئے آپ ﷺ نے معاذؓ کو حکم دیا:

تؤخذ من أغنيائهم وترد على فقرائهم۔ (۱۶۵)

جس علاقہ کے مالداروں سے زکوٰۃ لی جائے گی اسی علاقہ کے غربا پر خرچ کی جائے گی۔

سنن أبي داود کی روایت ہے عمران بن حصین کو تحصیل دار مقرر کیا گیا، تو آپ ﷺ نے زکوٰۃ وصول کر کے اسی علاقہ کے غرباء میں تقسیم کر دیا اور فرمایا ہم عہد رسالت میں بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (۱۶۶) اسی رائے کا علامہ قرضاوی نے بھی اظہار کیا ہے۔ (۱۶۷)

زکوٰۃ کے انفرادی فوائد واہمیت

اسلام کے ہر حکم کے پیچھے ایک فلسفہ موجود ہے، ممکن ہے اس کی حکمتوں تک ہماری عقل کی رسائی نہ ہو مگر ہمیں اس پر عمل کا حکم ہے، زکوٰۃ کے حوالہ سے یہاں چند فوائد تحریر کررہا ہوں۔

﴿۱﴾ **بخل سے پاک کرتی ہے:** انسان کی فطرت ہے مال سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچانا چاہتا ہے، جیسا کہ سورۃ الاسراء (۱۶۸) النساء (۱۶۹) اور سورۃ الحشر (۱۷۰) میں بتایا گیا ہے۔ اور ارشاد نبوی ﷺ ہے: بخل سے بچو اس کا عملی علاج زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔

﴿۲﴾ **مال کی محبت کم ہوتی ہے:** زکوٰۃ ادا کرنے میں چونکہ اپنے ہاتھ سے رقم خرچ کرتا ہے اس لئے دل سے اس کی محبت جاتی رہتی ہے۔ انسان مال کی محبت میں ذلیل ہوتا ہے، شرف انسانیت کو ضائع کرتا ہے زکوٰۃ ادا کرنے سے اس بیماری کا علاج ہوجاتا ہے۔

﴿۳﴾ **اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی تربیب ہوتی ہے:** انسان کی فطرت میں جمع کرنے کی خواہش ہے، خرچ کی نہیں، زکوٰۃ ادا کرنے سے اس عادت کی اصلاح ہوجاتی ہے۔ سورۃ بقرہ (۱۷۱)، سورۃ شوریٰ (۱۷۲)، سورۃ آل عمران (۱۷۳)، سورۃ الذاریات (۱۷۴) اور سورۃ المعارج (۱۷۵) میں مسلمانوں کو اسی صفت کو اپنے اندر پیدا کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

﴿۴﴾ **انسان صفات الٰہی سے متصف ہوتا ہے:** مخلوق پر احسان کرنا اللہ کی صفت ہے، انسان اس میں شریک ہوجاتا ہے۔ (۱۷۶)

﴿۵﴾ **اظہار تشکر کا جزبہ پیدا ہوتا ہے:** آپ ﷺ نے فرمایا: ہر انسان جو نئی صبح کرتا ہے اس پر ہر ہر نعمت کا شکریہ ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔ جسم کا شکریہ عبادت، مال کا شکریہ زکوٰۃ ہے۔

﴿۶﴾ **حب دنیا کا علاج ہوتا ہے:** زکوٰۃ کی ادائیگی انسان کو حب دنیا وحب مال سے نجات دلاتی ہے اور نجات حاصل کرنا اس لئے ضروری ہے کہ مادہ دنیا کی محبت قلب کو اللہ سے غافل کردیتی ہے اسی وجہ سے سورۃ التغابن میں مال کو آزمائش کہا گیا ہے۔ (۱۷۷)

﴿۷﴾ **طبیعت میں روحانی بلندی وانبساط پیدا ہوتا ہے:** اس لئے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال پاک ہونے کے ساتھ روحانیت میں انشراح وانبساط پیدا ہوتا ہے۔ سورۃ التوبہ میں تزکیھم (۱۷۸) سے اسی طرف اشارہ ہے۔

﴿۸﴾ باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے: مال انسانوں کی محبت میں سب سے بڑی دیوار ہے، جنہیں زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ اگر رشتہ دار ہوں تو حدیث نبوی ﷺ کی رو سے لہما اجران اجر القرابۃ واجر الصدقۃ (۱۷۹) ڈبل ثواب ہے ایک رشتہ داری نبھانے کا دوسرے زکوٰۃ ادا کرنے کا اس اجر کے ساتھ رشتہ دار ہو یا اجنبی وہ بھی محبت کرنے لگتا ہے۔

﴿۹﴾ مال پاک ہوتا ہے: مال دوسروں کے حق کی وابستگی کی بنا پر آلودہ ہو جاتا ہے جب حق غیر ادا ہو جائے تو پاک ہو جاتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: لیطیب مابقی من اموالکم (۱۸۰) زکوٰۃ اسی لئے ہے تاکہ بقیہ مال پاک ہو جائے۔

﴿۱۰﴾ مال محفوظ رہتا ہے: زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال آسمانی بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ماتلف مال فی بر ولا بحر الا بحبس الزکوٰۃ (۱۸۱) خشکی اور تری میں کوئی مال تباہ نہیں ہوا مگر اس کا باعث زکوٰۃ ادا نہ کرنا ہوتا ہے، اسی طرح فرمایا: ما خالطت الزکوٰۃ مالا قط الا اھلکتہ (۱۸۲) جس مال سے زکوٰۃ نہ نکالی جائے مال میں ملی رہے وہ مال ہلاک وتباہ ہو جاتا ہے۔

﴿۱۱﴾ مال میں اضافہ ہوتا ہے: بظاہر چند روپے کم ہوتے ہیں، لیکن اللہ اس میں برکت پیدا کر دیتا ہے۔ یہ اضافہ دو صورتوں میں ہوتا ہے آخرت میں انسانی خلوص کی بنیاد پر ہزار گنا تک اضافہ ہو جاتا ہے، جیسا کہ سورۂ بقرہ (۱۸۳) میں فرمایا گیا اور دنیا میں بھی برکت ہوتی ہے، تھوڑی سی رقم سے زیادہ فائدہ حاصل ہو جاتا ہے، اسی کی طرف سورۂ روم (۱۸۴) سورۂ سبا (۱۸۵) سورۂ بقرہ (۱۸۶) میں اشارہ کیا گیا ہے۔

﴿۱۲﴾ لوگوں کے بغض وحسد سے محفوظ رہتا ہے: لوگوں کو جب ان کا حق ملتا ہے تو وہ اس کے لئے دعاء گو و مشکور ہوتے ہیں اس کی خوشحالی کو دیکھ کر حسد میں مبتلا نہیں ہوتے۔

﴿۱۳﴾ مزید جد وجہد پر آمادہ کرتی ہے: جب انسان خرچ کرتا ہے تو مزید کمانے کی جستجو کرتا ہے، جو زکوٰۃ وصول کرتا ہے وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

زکوٰۃ کے اجتماعی فوائد واہمیت

ڈاکٹر یوسف قرضاوی لکھتے ہیں: زکوٰۃ میں اجتماعی رنگ موجود ہے جیسے ذوی الحاجات کی مدد کرنا اور فقراء مساکین، مقروض، مسافروں اور دیگر حاجتمندوں کو مدد بہم پہنچانا، تعاون کی یہ

صورت انفرادی بھی ہے کہ ان ضرورتمند افراد کی جدا جدا امداد ہوتی ہے اور یہ پورے معاشرے سے بھی تعاون ہے کہ پورے معاشرے کے ایک مشترکہ وجود کی حیثیت میں اعانت ہے، کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ فرد اور معاشرے کی حدود ایک دوسرے میں داخل ہیں اور معاشرہ فی الواقع افراد کے اجتماع ہی کا نام ہے۔ اس لحاظ سے فرد کی تقویت اور اس کی مادی اور معنوی صلاحیتوں میں اضافہ معاشرے کی تقویت اور اس کو فروغ اور اس کی مادی اور معنوی صلاحیتوں میں اضافہ معاشرے کی تقویت اور اس کو فروغ دینا ہے، اور معاشرے پر اثر انداز ہونے والا ہر امر فرد پر بھی اثر انداز ہوتا ہے، خواہ افراد کو اس کا احساس ہو یا نہ ہو۔ بلا شبہ بے کار آدمی کو کام دلوانا، عاجز کی مدد کرنا محتاج کی اعانت کرنا اور فقیر و مسکین اور مقروض کی ضرورتیں پوری کرنا اجتماعی مقاصد ہیں اور ان کی تکمیل سے معاشرے میں اجتماعی کفالت کا نظام بحال ہوتا ہے اور اجتماعیت کو فروغ ملتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان وصول کنندگان کی ضرورتوں کے پورا ہو جانے کے لحاظ سے انفرادی مقاصد بھی بروئے کار آجاتے ہیں۔ زکوٰۃ اسلام کے اجتماعی نظام کفالت کا ایک حصہ ہے۔ (۱۸۷)

مزید لکھتے ہیں: یہ مسلمانوں کی کوآپریٹو سائٹی ہے۔ یہ ان کی انشورنس کمپنی ہے یہ ان کا پراویڈنٹ فنڈ ہے، یہ ان کے لئے بے کاروں کا سرمایہ اعانت ہے، یہ ان کے معذوروں، اپاہجوں، بیماروں، یتیموں، بیواؤں کا ذریعہ پرورش ہے۔ اور ان سب سے بڑھ کر یہ وہ چیز ہے جو مسلمانوں کو فکر فردا سے بالکل بے نیاز کر دیتی ہے۔ اس کا سیدھا سادھا اصول یہ ہے کہ آج تم مالدار ہو تو دوسروں کی مدد کرو۔ کل تم نادار ہو گئے تو دوسرے تمہاری مدد کریں گے۔ تمہیں یہ فکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں کہ مفلس ہو گئے تو کیا بنے گا؟ مر گئے تو بیوی بچوں کا کیا حشر ہوگا؟ کوئی آفت ناگہانی آپڑی، بیمار ہو گئے، گھر میں آگ لگ گئی، سیلاب آگیا، دیوالہ نکل گیا تو ان مصیبتوں سے مخلصی کی کیا سبیل ہوگی؟ سفر میں پیسہ نہ رہا تو کیونکر گزر بسر ہوگی؟ ان سب فکروں سے صرف زکوٰۃ تم کو ہمیشہ کے لئے بے فکر کر دیتی ہے۔ تمہارا کام بس اتنا ہے کہ اپنی پس انداز کی ہوئی دولت میں سے ڈھائی فی صد دے کر اللہ کی انشورنس کمپنی میں اپنا بیمہ کرا لو، اس وقت تم کو اس دولت کی ضرورت نہیں ہے یہ ان کے کام آئے گی، جو اس کے ضرورت مند ہیں۔ کل جب تم ضرورت مند ہو گے یا تمہاری اولاد ضرورت مند ہو گی تو نہ صرف تمہارا اپنا دیا ہوا مال بلکہ اس سے بھی زیادہ تم کو واپس ملے جائے گا۔ (۱۸۸)

نظام زکوٰۃ کی اہمیت وفوائد پر مستشرقین کے تاثرات: آپ نے انفرادی فوائد کے ساتھ اجتماعی فوائد ملاحظہ فرمائے، اب کچھ غیروں کی آراء بھی ملاحظہ کریں۔ تھامس آرنلڈ اپنی تصنیف دعوتِ اسلام میں لکھتے ہیں: نظام زکوٰۃ اسلام کا ایک دینی فریضہ ہے، جو بڑی باریکی اور جزرسی سے اسلامی معاشرے میں اخوت اور بھائی چارہ پیدا کرتا ہے، جس میں ہر رنگ ونسل کے مسلمان برابر ہیں اور ایک نیا مسلمان ہونے والا شخص اسلام قبول کرتے ہی وہی مرتبہ حاصل کر لیتا ہے جو ایک قدیم مسلمان کا ہے۔ بلاشبہ نظام زکوٰۃ ایک منفرد اور بے مثل نظام ہے۔

ایک اور مستشرق لیوڈ روش کہتا ہے کہ: اسلام دو عالمی اجتماعی مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ اولاً، ایک نظام اخوت قائم کر کے اجتماعیت تشکیل دیتا ہے۔ ثانیاً، زکوٰۃ فرض قرار دے کر اغنیاء کے مال میں فقراء کا حق متعین کر دیا ہے، یہاں تک کہ اگر اغنیاء نہ دیں تو فقراء زبردستی لے سکتے ہیں۔

ایک اسکالر کہتا ہے: کہ زکوٰۃ ایک دینی اور لازمی ٹیکس ہے، ایک اجتماعی نظام ہے جس میں فقراء کی مدد ہوتی ہے اور مستقل طور پر ان کی دست گیری کی جاتی ہے۔ تاریخ انسانیت میں اسلام نے سب سے پہل یہ انوکھا اور منفرد نظام وضع کیا ہے کہ ایک ایسا ٹیکس عائد کیا جو عملاً ارباب ثروت سے لیا جاتا ہے اور فقراء میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ایک اجتماعی دائرہ میں امت کی وحدت قائم ہو جاتی ہے جس سے اسلامی نظام ایک ایسی اساس پر قائم ہوتا ہے جس میں نفرت وحسد نہیں ہوتا۔

فرانسیسی مستشرق ماسیناں کہتا ہے کہ: اسلام نے ابنائے معاشرہ کی کفالت کا اجتماعی اصول دے کر صحیح معنی میں تصور مساوات قائم کیا ہے اور زکوٰۃ عائد کی ہے جسے ہر شخص بیت المال کو ادا کرتا ہے جس سے تمام بنیادی ضرورتوں کی تکمیل ہوتی ہے اور انفرادی ملکیت اور تجارتی سرمایہ کاری کی توثیق ہوتی ہے، ربا کا خاتمہ ہوتا ہے، اور بالواسطہ ٹیکسوں سے نجات ملتی ہے اور اس طرح ایک ایسا معاشی نظام تشکیل پاتا ہے جو سرمایہ داری اور اشتراکیت کے درمیان ایک نظام عدل کی صورت میں ابھرتا ہے۔

ایک اطالوی مصنفہ فاغلیری لکھتی ہیں کہ: تقریباً تمام مذاہب نے صدقات کی اخلاقی اور اجتماعی اہمیت واضح کی ہے لیکن یہ شرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے صدقات کے فضائل بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اسے حکماً اور عملاً نافذ کر دیا کہ ہر شخص اپنی ثروت اور دولت میں سے ایک حصہ فقرا محتاجین اور ضرورت مندوں کے لئے ادا کرے، اور اپنے نفس کو بخل سے پاک کر کے الٰہی کفالت کے نظام میں شریک ہو جائے۔ (۱۸۹) بقول جگن ناتھ آزاد۔

سلام اس پر جو حامی بن کے آیا غم خوار نصیبوں کا رہا جو بے کسوں کا آسرا، محسن شفیقوں کا
مددگار و معاون بے بسوں کا زیر دستوں کا ضعیفوں کا سہارا اور محسن حق پرستوں کا

پاکستان کا نظام زکوٰۃ، نقائص، تجاویز

اسلامی نظریاتی کونسل نے ۱۹۷۷ء میں اس کے لئے کوششیں شروع کیں اور ۱۹۸۰ء میں زکوٰۃ وعشر آرڈیننس کی صورت میں اس کا نفاذ عمل میں آیا۔ (۱۹۰) اس کے بعد بینکوں سے یکم رمضان کو اس کی کٹوتی کا آغاز شروع ہوا۔ اور ساتھ ہی مستحقین میں تقسیم کا آغاز بھی کر دیا گیا۔

نقائص: ﴿۱﴾ لیکن اس موقع پر بیوروکریسی نے سازش کے تحت ایک فرقہ کو نوازنے کے لئے آرڈیننس میں ایک شق کا اضافہ کر دیا۔ (۱۹۱) جس سے ابتدا ہی میں نظام زکوٰۃ کو دھچکا لگا طویل مقدمہ کے بعد سپریم کورٹ نے اہل سنت کو بھی زکوٰۃ کی کٹوتی کی اجازت دے دی اور اب یہ نظام غیر موثر ہوتا جا رہا ہے۔ ﴿۲﴾ اس نظام کا ایک اور نقص یہ ہے کہ یہ صرف بینک کی رقم سے زکوٰۃ وصول کرتے ہیں، حالانکہ زکوٰۃ سارے مال پر نافذ ہوتی ہے۔ ﴿۳﴾ حولان حول کی شرط کے بغیر زکوٰۃ کاٹ لی جاتی ہے۔ ﴿۴﴾ اگر کسی نے دوسرے کی رقم اپنے اکاؤنٹ میں بطور قرض رکھی ہو تو بھی زکوٰۃ کاٹ لی جاتی ہے، حالانکہ اس پر زکوٰۃ لازمی نہیں تھی، ﴿۵﴾ حکومت اس کا حساب بالخصوص خرچ کو نمایاں نہیں کرتی جس کی وجہ سے لوگوں کا اعتماد ختم ہو گیا ہے، ﴿۶﴾ اندرون سندھ وڈیرے ہاریوں سے انگوٹھے لگوا کر خود یہ رقم رکھ لیتے ہیں، ﴿۷﴾ علماء کو اس پر اعتراضات ہیں، جس کی وجہ سے عوام کا مذہبی طبقہ بھی اس پر اعتماد کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، لہٰذا وہ بینک سے متعینہ تاریخ پر رقم نکال لیتا ہے۔

تجاویز: ﴿۱﴾ زکوٰۃ کا نظام سب پر نافذ کیا جائے حکومت خود وصول کر کے مجتہدین کو ان کا حصہ فراہم کرے تاکہ وہ اس کے حصول کے لئے آلہ کار اور انتہا پسندی کو فروغ دینے کا سبب نہ بنیں، ﴿۲﴾ زکوٰۃ اکاؤنٹ ہولڈرز کی کل جائداد پر نافذ کر کے وصول کی جائے یا انہیں تحریرا مطلع کیا جائے کہ بقیہ مال پر خود ادا کر دیں۔ ﴿۳﴾ جو اکاؤنٹ کی رقم قرض ثابت ہو جائے وہ رقم واپس لوٹا دی جائے، ﴿۴﴾ حکومت علاقہ کے اعتبار سے مستحقین جنہیں زکوٰۃ دی جائے فہرست ڈی سی آفس پر آویزاں کرے اور اخبار میں اس کا اعلان کرے، ﴿۵﴾ علاقائی بنیاد پر جو کمیٹی بنائی جائے اس میں ایک ڈیفنس کا آدمی ایک جامع مسجد کا خطیب، ایک پروفیسر، ایک سوشل ویلفیئر سے وابستہ شخص لازماً شامل ہو اور مشترکہ دستخط سے امداد دی جائے۔ ممبران اپنا مالی اسٹیٹس تحریراً لکھ کر مہیا

کریں، ﴿۶﴾ وڈیرہ، سیاستدان، صنعت کار، اس کمیٹی کا ممبر نہیں بن سکتا ہو، ﴿۷﴾ مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کی مدد بھی مؤلفۃ القلوب کی مد سے کی جائے تا کہ وہ دشمن کے آلہ کار نہ بنیں، ﴿۸﴾ زکوٰۃ کی تقسیم ممبران کے دستخط کے بعد کسی بینک کو مخصوص کر کے وہاں سے دی جائے تا کہ حسابات چیک کرنا آسان ہو، ﴿۹﴾ جو طبقہ یا شخص حکومت کو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا وہ کسی بھی درجہ میں اس کا ممبر نہیں بن سکے، ﴿۱۰﴾ زکوٰۃ کی تقسیم کو شرعی و شفاف بنایا جائے، ﴿۱۱﴾ حکومت کا یہ اختیار ختم کیا جائے کہ وہ اپنی صوابدید سے اس مد سے رقم نکال کر جہاں خرچ کرنا چاہے خرچ کر سکے، ﴿۱۲﴾ خواتین کے بینک اکاؤنٹ نہیں ہوتے لہٰذا ان سے زکوٰۃ بھی وصول نہیں ہوتی انہیں زکوٰۃ کی ترغیب دلائی جائے، ﴿۱۳﴾ لوگوں کو انفاق فی سبیل اللہ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی ترغیب میڈیا و مذاکرہ کے ذریعہ دلائی جائے، ﴿۱۴﴾ اسلامی نظام کفالت کو رائج کیا جائے۔ کفالت کے لئے یتیموں و معذوروں کے ٹریننگ سینٹر قائم کر کے انہیں کام کے ساتھ ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے، یہ سینٹر علاقہ کی جامع مسجد درگاہوں اور رفاہی پلاٹوں پر قائم ہو سکتے ہیں۔ ﴿۱۵﴾ قرضہ حسنہ ضرورت مندوں کو دیا جائے تا کہ وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو سکیں۔ ﴿۱۶﴾ سادگی کو فروغ دیا جائے تا کہ لوگوں میں اعلیٰ اسٹیٹس کی دوڑ ختم ہو، ﴿۱۷﴾ نومسلموں کو سماجی قانون معاشی و معاشرتی تحفظ فراہم کرنے کے لئے زکوٰۃ فنڈ سے رقم مختص کی جائے تا کہ وہ دباؤ کا شکار ہو کر دوبارہ کفر کی طرف نہ لوٹیں ورنہ سارے مسلمان گناہ گار ہوں گے، میں امید واثق رکھتا ہوں موجودہ وزیر صاحب جو انتہائی صاحب علم با اختیار اور کچھ کر گزرنے کی صلاحیتوں سے مالا مال ہیں وہ اس نظام زکوٰۃ کو نظام کفالت میں تبدیل کر کے اس ملک اور اس کے غرباء پر احسان عظیم کر کے تا قیامت اپنا نام زندہ رکھیں گے اور اسلام کی سرخروئی کا ذریعہ بنیں گے۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں   کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

تمت بالخیر

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سورۃ النساء/ ۵،

۲۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، خطبات بہاولپور (بہاولپور اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ۱۴۰۱ھ) ص/ ۲۷۸،

۳۔ القرضاوی، ڈاکٹر یوسف فقہ الزکوٰۃ (مترجم: ساجد الرحمٰن صدیقی، لاہور، البدر پبلیکیشنز اردو بازار ۱۹۸۱ء) ص ۸/ ج ۳،

۴۔ سورۃ التوبہ/ ۵۸۔۶۰،

۵۔ أبی الحسن الواحدی کے مطابق وہ حرقوص بن زہیر بن ذی الخویصرہ التیمی (بانی فرقہ خوارج) تھا، اور کلبی کے مطابق یہ منافقین تھے دیکھئے: اسباب نزول القرآن أبی الحسن علی بن احمد الواحدی (م ۴۶۸ھ) تحقیق کمال بیسونی زغلول دار الکتاب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۸ء، ص/ ۲۵۳،

۶۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، خطبات بہاولپور، ص ۲۷۶۔۲۷۷،

۷۔ ہاشمی، مولانا عبد القدوس، (سہ ماہی) منہاج لاہور ۱۹۹۱ء، دیال سنگھ لائبریری، ص ۱۶۴۔۱۷۵،

۸۔ کیلانی، محمد اقبال کتاب الزکوٰۃ (گوجرانوالہ، حدیث پبلی کیشنز ۱۹۹۴ء) ص/ ۲۲۔۲۳،

۹۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، (کراچی، قدیمی کتب خانہ ۱۹۶۵ء) کتاب الزکوٰۃ، فتح الباری لابن حجر عسقلانی (تحقیق: محب الدین الخطیب قاہرہ، دار الریان للتراث ۱۴۰۷ھ) حدیث نمبر ۲۸۴۷۔۲۸۵۷، ج/ ۱۳، اور صحیح مسلم محمد بن حجاج القشیری (بیروت، دار احیاء التراث العربی) حدیث نمبر ۲۰،

۱۰۔ ندوی، مجیب اللہ، اسلامی فقہ (لاہور، پروگریسیو بکس) ص/ ۴۲۹، ج/ ۱،

۱۱۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (مترجم: محمد عادل خاں لاہور مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار ۱۹۷۹ء) کتاب الایمان اور فتح الباری ابن حجر عسقلانی، حدیث ۸/ ج/ ۱، صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۶،

۱۲۔ ندوی، مجیب اللہ، اسلامی فقہ (محولہ بالا) ص/ ۴۲۴، ج/ ۱،

۱۳۔ سورۃ الحج/ ۴۱،

۱۴۔ القرضاوی، ڈاکٹر یوسف فقہ الزکوٰۃ (محولہ بالا) ص/ ۱۲۔۴۱، ج/ ۳،

۱۵۔ العبادی، الدکتور عبد السلام داؤد الملکیۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ طبیعتھا و ظیفتھا و قیودھا دراسۃ مقارنۃ بالقوانین الوضعیۃ (اردن، مکتبۃ الاقصیٰ) ص/ ۶۶۔۶۷، ج/ ۱،

۱۶۔ جیسا کہ مفسرین نے سامری کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے بنی اسرائیل سے سونا چاندی جمع کر کے اس سے بچھڑا بنایا اس کا مطلب ہے ان کے پاس ملکیت تھی۔

۱۷۔ القرضاوی، ڈاکٹر یوسف فقہ الزکوٰۃ (محولہ بالا) ص/۱۳۔۱۴، ج/۳،

۱۸۔ العبادی، الدکتور عبدالسلام داؤد، الملکیۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ طبیعتھا و وظیفتھا و قیودھا دراسۃ مقارنۃ بالقوانین الوضعیۃ، ص/۷۰، ج/۱،

۱۹۔ سیوہاروی، مولانا حفظ الرحمٰن، اسلام کا اقتصادی نظام، (مطبوعہ دہلی، دارالمصنفین) ص/۳۳۳، بحوالہ منوسمرتی ۶/ ۲۶،

۲۰۔ منوسمرتی، ۸/ ۱۲۸،

۲۱۔ محمد یوسف الدین، اسلام کے معاشی نظریئے (کراچی الائڈ بک جامعہ کراچی ۱۹۸۴ء) ص/ ۱۱۸، ج/۱،

۲۲۔ Incyclopedia Britanica vol-4, P.75.

۲۳۔ سیوہاروی، مولانا حفظ الرحمٰن، اسلام کا اقتصادی نظام (محولہ بالا)، ص/۳۳۳،

۲۴۔ القرضاوی، ڈاکٹر یوسف، فقہ الزکوٰۃ (محولہ بالا)، ص/۶۲، ج/۱،

۲۵۔ سورۃ الانبیاء/۷۳،

۲۶۔ سورۃ مریم/۵۴،

۲۷۔ سورۃ بقرہ/۸۳،

۲۸۔ سورۃ المائدہ/۱۲،

۲۹۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، خطبات بہاولپور (محولہ بالا) ص/ ۲۷۸،

۳۰۔ احبار: ۲۷، ۳۰، ۳۲،

۳۱۔ خروج: ۳۰، ۱۳، ۱۵،

۳۲۔ خروج: ۳۰، ۳۸، ۲۶،

۳۳۔ العھد القدیم سفر التثنیۃ الاصحاح: ۳۵/۲،

۳۴۔ سفر الخروج الاصحاح: ۵/ ۱۵۔۱۶،

۳۵۔ سفر العدد، الاصحاح: ۲۶/ ۵۲۔۵۴،

۳۶۔ العبادی، الدکتور عبدالسلام داؤد، الملکیۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ طبیعتھا و وظیفتھا و قیودھا دراسۃ مقارنۃ بالقوانین الوضعیۃ (محولہ بالا) ص/ ۶۱، ج/ ۱،

۳۷۔ سورۃ القصص/ ۷۶، میں ان قارون کان من قوم موسیٰ

۳۸۔ سورۃ النساء/۱۶۱، میں فبظلم من الذین ھادوا

۳۹۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری باب ماذکر عن بنی اسرائیل،

۴۰۔ العبادی، الدکتور عبدالسلام داؤد، الملکیۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ طبیعتھا و وظیفتھا و قیودھا
دراسۃ مقارنۃ بالقوانین الوضعیۃ (محولہ بالا) ص/۶۲، ج/۱،

۴۱۔ سورہ مریم/۳۱،

۴۲۔ سورۃ البینۃ/۵،

۴۳۔ تورات سفر امثال، الاصحاح:۲۱،

۴۴۔ تورات سفر، الاصحاح:۲۲،

۴۵۔ سفر امثال: ۲۷

۴۶۔ سفر التثنیۃ الاصحاح:۱۵،

۴۷۔ الاصحاح:۱۴

۴۸۔ الاصحاح:۱۳ اور انجیل لوقا فقرہ:۳۳،

۴۹۔ انجیل لوقا فقرہ:۱۰۰۔۱۴۰،

۵۰۔ الاصحاح:۱۱، فقرہ/۴۱،

۵۱۔ الاصحاح:۲۱

۵۲۔ الاصحاح:۵، انجیل متی ۴۱۔۴۲،

۵۳۔ الاصحاح:۱۔۴،

۵۴۔ الاصحاح:۱۰۔۴۲،

۵۵۔ انجیل لوقا:۱۸۔۱۰،

۵۶۔ انجیل لوقا ۲۱ویں باب کی پہلی آیت،

۵۷۔ متی:۱۹۔۲۴،

۵۸۔ متی:۱۷۔۲۴،

۵۹۔ سعد اللہ، حافظ محمد، غریبوں کا والی (لاہور، دیال سنگھ، ٹرسٹ لائبریری ۱۹۹۴ء)، ص/۳۰،
اور ڈاکٹر قرضاوی کی فقہ الزکوٰۃ، ص/۶۱، ج/۱،

۶۰۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد خطبات بہاولپور، ص/۲۷۲۔۲۷۳،

۶۱۔ دیکھئے: بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب، ص/۴۶، ج/۱،

۶۲۔ بشریٰ امام الدین، پیارے بچوں کے لئے پیارے نبی ﷺ کی سیرت طیبہ، (کراچی مکتبہ یادگار شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی مئی ۲۰۰۰ء) ص/ ۳۷،

۶۳۔ باسلامہ، حسین عبداللہ حیاۃ سید العرب، (بیروت، دار الفکر العربی ۱۹۹۲ء) ص/ ۴۴، ج/ ۱،

۶۴۔ البخاری، محمد بن اسماعیل صحیح البخاری، ص/ ۳، ج/ ۱،

۶۵۔ ابن ہشام، سیرۃ النبی (مطبوعہ مصر) ص/ ۳۳۸، ج/ ۱،

۶۶۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ص ۶/ ج/ ۱، اور صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۷۷۳،

۶۷۔ اَبی یوسف، کتاب الخراج، ص/ ۱۱۴،

۶۸۔ سہریانی بلوچ، پروفیسر عبدالخالق اسلامی ریاست میں علاقائی حقوق کا تصور (جیکب آباد مکتبہ اصلاح ملت ۱۹۹۰ء) ص/ ۷۴۔۷۵، اور الفاروق شبلی نعمانی، ص/ ۲۷۸، انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، ابوالحسن علی ندوی، ص/ ۷۷، اور حجۃ اللّٰہ البالغۃ، شاہ ولی اللہ، مطبوعہ نور محمد کارخانہ، کراچی، ص/ ۲۲۴،

۶۹۔ ملاٹھوی، مظفر حسین، معاشیات اسلام (کراچی، غضنفر اکیڈمی ۱۹۸۷ء) ص/ ۵۵،

۷۰۔ سورۂ ہود/ ۶، میں فرمایا گیا ہے: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

۷۱۔ سورۂ ''ک'' / ۳۲ میں فرمایا گیا ہے: نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا،

۷۲۔ سورۂ الماعون/ ۷ سے عاریتاً اشیاء دینے کا حکم ملتا ہے۔

۷۳۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: من غش فلیس منا،

۷۴۔ سورۂ بقرہ/ ۲۸۰،

۷۵۔ مہر محمد نواز، اسلامی معیشت (لاہور، نیو بک پیلس اردو بازار ۱۹۶۸ء) ص/ ۱۳۱ تا ۱۶۹، اور مغربی تمدن کی ایک جھلک مصنفہ السید مجتبیٰ موسوی (مترجم روشن علی۔ منصبیہ عربک کالج میرٹھ) ص/ ۱۳۷،

۷۶۔ محمد زبیر بدر بن محمد بیت المال فی نظام الاسلام فی القانون الباکستانی (مقالۃ: ایم اے الجامعۃ الاسلامیۃ العالمیۃ اسلام آباد، غیر مطبوعہ) ص/ ۴۱ تا ۱۰۷ اور اسلامی ریاست میں نظام بیت المال کا ارتقاء اور پاکستان میں اس کے مروجہ قوانین کا جائزہ، شیر علی (مقالہ: ایم فل علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد غیر مطبوعہ) ص/ ۳۰ تا ۸۹

۷۷۔ المنجد فی اللغۃ، ص/ ۶۹۱، اور القاموس الجدید مولانا وحید الزماں کیرانوی (لاہور، ادارہ اسلامیات ۱۹۹۰ء) ص/ ۸۰۲ اور فیروز اللغات مولوی فیروز الدین (کراچی فیروز سنز) ص/ ۱۰۱۷ اور Adictionary of Islamic Terms by Deeb Al-Khudrawi (Al-Yamamah Beirut) P.367

۷۸۔ قاسم بن عبداللہ الرومی الحنفی، انیس الفقہاء (جدة، دار الوفاء ۱۹۸۶ء) ص/۲۲۲،

۷۹۔ العسکری، أبی ہلال الحسن بن عبداللہ الفروق اللغویة (بیروت دار الکتب العلمیة ۲۰۰۰ء) ص/۲۳۳،

۸۰۔ سورۂ آل عمران/ ۳۷، سورۂ النحل/ ۹۱، سورۂ آل عمران/۴۴، سورۂ طہٰ/۴۰، سورۂ القصص/۱۲، میں کفالت نفس کے معنی میں مستعمل ہوا ہے۔

۸۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا: أنا وکافل الیتیم کھاتین صحیح البخاری کتاب الادب، ج/۱، ص/۴۳۶، اور صحیح مسلم کتاب الزہد، ج/۴، ص/ ۲۲۸۷، اور جامع الترمذی کتاب البر والصلة، ج/۶، ص/۴۶، مسند احمد ج/۲، ص/ ۳۷۵،

۸۲۔ شامی، محمد امین بن عابدین رد المحتار (کراچی، ایچ ایم سعید) ص/۲۸۱، ج/۵،

۸۳۔ والکفالة ضم ذمة إلی ذمة فی حق المطالبة دیکھئے: التعریفات للجرجانی ص/۱۲۴، المصباح المنیر، ص/ ۸۲۷، ج/۲، الصحاح ص/۱۸۱۱، ج/۴، وغیرہ

۸۴۔ آپ ﷺ نے فرمایا: أنا وکافل الیتیم کھاتین صحیح البخاری کتاب الادب، ج/۱، ص/۴۳۶، اور صحیح مسلم کتاب الزہد، ج/۴، ص/ ۲۲۸۷، اور جامع الترمذی کتاب البر والصلة، ج/۶، ص/۴۶، مسند احمد ج/۲، ص/ ۳۷۵،

۸۵۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (لاہور) دانش گاہ پنجاب ۱۹۷۳ء) ص/ ۴۶۵، ج/۱۰،

۸۶۔ المنجد فی اللغة، ص/۳۰۳،

۸۷۔ دیکھئے المعجم المفہرس محمد فؤاد عبدالباقی کی (دانش گاہ تہران ۱۳۷۶) ص/ ۴۲۱۔۴۲۲ اور جہانگیری قرآنی اشاریہ سرور حسین (کراچی، تعلیمات القرآن ۱۹۹۲ء) ص/۳۹۳، موسوعة نظرة النعیم کے مطابق ۵۱، مقامات پر، ج/۶، ص/ ۲۱۹۹

۸۸۔ جیسے هُوَ أَزْكَى لَكُمْ، النور/ ۲۸،

۸۹۔ جیسے فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا الکہف/ ۱۹،

۹۰۔ جیسے أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً الکہف/۷۴،

۹۱۔ جیسے أَن يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَاةً الکہف/۸۱،

۹۲۔ جیسے مَا زَكَىٰ مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ النور/۲۱،

۹۳۔ جیسے وَمَن تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ الفاطر/ ۱۸،

۹۴۔ جیسے وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّىٰ عبس/ ۷،

۹۵۔ جیسے فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ النجم/۳۲،

۹۶۔ جیسے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا الشمس/۹،

۹۷۔ جیسے وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ البقرہ/۴۳،البینۃ/۵وغیرہ،

۹۸۔ قاسم بن عبداللہ القونوی الرومی الحنفی انیس الفقہاء(محولہ بالا)ص/۱۳۱۔۱۳۲،ابن منظور کی لسان العرب(بیروت دار صادر ۱۹۵۶ء)ص/۳۵۹،ج/۱۴،المصباح المنیر ،ص/۲۵۴، ج/۱،القاموس المحیط فیروز آبادی (بیروت دار الجیل)ص/۳۳۹،ج/۴،المفردات امام راغب،ص/۲۱۸،المعجم الوسیط (احیاء التراث العربی قطر ۱۴۰۶)ص/۳۹۶،ج/۱،اور معجم مقاییس اللغۃ أبی الحسن احمد بن فارس (تہران،مکتب الاعلام الاسلامی ۱۴۰۴)،ص/۱۷،ج/۳،

۹۹۔ القرضاوی،ڈاکٹر یوسف،فقہ الزکوۃ،ج/۱،ص/۴۰،

۱۰۰۔ ابن نجیم ،زین الدین البحر الرائق شرح کنز الدقائق (کوئٹہ،مکتبہ الماجدیہ)ص/۲۰۱،ج/۲،

۱۰۱۔ موسوعۃ نظرۃ النعیم ،ص/۲۱۹۷۔۲۱۹۸،ج/۶،

۱۰۲۔ یہ شبلی نعمانی کی رائے ہے دیکھئے: سیرت النبی ﷺ،ص/۱۳،ج/۵،

۱۰۳۔ یہ ڈاکٹر حمید اللہ کی رائے ہے دیکھئے خطبات بہاولپور،ص/۲۷۱،

۱۰۴۔ سورۃ المائدہ/۲۷۔۳۱،

۱۰۵۔ سورۃ المعارج/۲۴

۱۰۶۔ سورۃ التوبۃ/۱۰۳،

۱۰۷۔ اسنے زکوۃ کی وصولی کے بعد کہا یہ آپ ﷺ کے لئے زکوۃ کا مال جمع کیا ہے اور یہ مال مجھے ہدیہ ملا ہے تو آپ ﷺ سخت خفا ہوئے ،یہ واقعہ صحیح مسلم کتاب الامارات باب تحریم ہدایا العمال میں موجود ہے

۱۰۸۔ ہاشم خطیب،السید،کتاب الاوائل فی الاسلام (بغداد مطبعۃ الجاحظ ۱۸۸۰ء)ص/۶۹،

۱۰۹۔ ابن حجر عسقلانی فتح الباری ص/۲۸۴۷،ج/۱۳،صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۰

۱۱۰۔ حمید اللہ،ڈاکٹر محمد،خطبات بہاولپور،ص/۲۸۳،

۱۱۱۔ الدجیلی،خولۃ شاکر بیت المال نشاتہ وتطورہ (بغداد،مطبعۃ وزارۃ الاوقاف ۱۹۷۶ء)ص/۱۰۳،

۱۱۲۔ القرضاوی،ڈاکٹر یوسف،فقہ الزکوۃ،ص/۳۱۷۔۳۱۸،ج/۴،

۱۱۳۔ ندوی،سید ریاست علی،عہد اسلامی کا ہندوستان،(پٹنہ،ادارۃ المصنفین ۱۹۵۰ء) ص/۲۶۳تا۲۶۸،

۱۱۴۔ سورۃ بقرہ/۱۷۳،

۱۱۵۔ سورۃ مریم/۵۵،

۱۱۶۔ سورۃ مریم ۳۰،

۱۱۷۔ موسوعۃ نظرۃ النعیم، ص/ ۲۱۹۹ تا ۲۲۰۵، ج/ ۶،

۱۱۸۔ سورۃ النور/ ۵۶،

۱۱۹۔ سورۃ التوبہ/ ۱۰۳،

۱۲۰۔ سورۃ آل عمران/ ۱۸۰،

۱۲۱۔ سورۃ التوبۃ/ ۳۴۔۳۵،

۱۲۲۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری کتاب الایمان حدیث نمبر ۸،

۱۲۳۔ الترمذی، أبی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ جامع الترمذی، حدیث نمبر ۶۱۶،

۱۲۴۔ بن حنبل، امام احمد مسند احمد، حدیث نمبر ۲۲۴، ج/ ۵،

۱۲۵۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، حدیث نمبر ۱۳۹۷، ج/ ۳، اور صحیح مسلم، حدیث نمبر ۹۸۶،

۱۲۶۔ أبوداؤد، سلیمان بن أشعث سنن أبوداؤد، حدیث نمبر ۱۵۶۳

۱۲۷۔ مسلم، بن الحجاج القشیری، صحیح المسلم، حدیث نمبر ۱۰۷۲،

۱۲۸۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری حدیث نمبر ۳۰۷۲، ج/ ۶، اور صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۰۶۹،

۱۲۹۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری حدیث نمبر ۱۴۲۷، ج/ ۳، اور صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۰۳۴،

۱۳۰۔ قاسم بن عبداللہ القونوی، انیس الفقہاء، ص/ ۱۳۴

۱۳۱۔ الواحدی، أبی الحسن علی بن احمد اسباب نزول القرآن، بیروت، دار الکتب العلمیۃ ۱۹۹۸ء) ص/ ۲۵۳،

۱۳۲۔ سورۃ التوبۃ/ ۶۰،

۱۳۳۔ سورۃ آل عمران/ ۱۸۱، النساء/ ۶ اور ۱۳۵، سورۃ الحج/ ۲۸، سورۃ القصص/ ۲۴،

۱۳۴۔ جیسے سورۃ محمد/ ۳۸، اور الضحیٰ/ ۸، میں استعمال ہوا ہے۔

۱۳۵۔ بازمول، محمد بن عمر بن سالم احکام الفقیر والمسکین (بیروت، دار البشائر ۱۹۹۹ء) ص/ ۲۱،

۱۳۶۔ ندوی، مجیب اللہ اسلامی فقہ (محولہ بالا) ص/ ۴۶۳، ج/ ۱، اور فقہ الزکوۃ ڈاکٹر یوسف القرضاوی، ص/ ۱۲، ج/ ۳،

۱۳۷۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء ان فقراء المہاجرین یدخلون الجنۃ قبل اغنیائھم، حدیث نمبر ۲۳۵۴،

۱۳۸۔ حاشیۃ الدسوقی، ص/ ۴۹۲، ج/ ۱،

۱۳۹۔ بازمول، محمد بن عمر بن سالم احکام الفقیر والمسکین (محولہ بالا) ص/ ۲۲۔۲۴،

۱۴۰۔ الزبیدی، محمد مرتضیٰ تاج العروس، ص/ ۲۳۷، ج/ ۹،

۱۴۱۔ ندوی، مجیب اللہ اسلامی فقہ (محولہ بالا) ص/۴۶۴، ج/۱، اور فقہ الزکوٰۃ ڈاکٹر یوسف القرضاوی، ص/۱۵، ج/۳،

۱۴۲۔ البخاری محمد بن اسماعیل صحیح البخاری کتاب النفقات باب فضل النفقۃ علی الاہل، حدیث نمبر ۵۳۵۳ اور صحیح مسلم کتاب الزہد والرقائق باب فضل الاحسان إلیٰ الأرملۃ والمسکین والیتیم حدیث نمبر ۲۹۸۲،

۱۴۳۔ سورۃ المائدہ/ ۸۹، اور ۹۵ سورۃ المجادلۃ ۲۔۴،

۱۴۴۔ سورۃ الاسراء/ ۲۶، سورۃ البقرہ/ ۲۱۵ اور ۱۷۷،

۱۴۵۔ الترمذی، محمد بن عیسیٰ جامع الترمذی کتاب الزہد باب ماجاء أن فقراء المہاجرین یدخلون الجنۃ قبل أغنیائھم، حدیث نمبر ۳۲۵۳، سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب مجالسۃ الفقراء، حدیث نمبر ۴۱۲۶،

۱۴۶۔ ہاشم الخطیب، السید کتاب الاوائل فی الاسلام (محولہ بالا)، ص/ ۶۹،

۱۴۷۔ البخاری، محمد بن اسماعیل صحیح البخاری کتاب الاحکام باب رزق الحکام، ص/۸۴، ج/۹، اور صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب إباحۃ الاخذ لمن اعطی من غیر مسئلۃ، ص/ ۴۱۶، ج/۱،

۱۴۸۔ السجستانی، سلیمان بن اشعث سنن أبوداؤد، باب این تصدق الاموال،

۱۴۹۔ البخاری، محمد بناسماعیل صحیح البخاری باب لاتؤخذ کرائم اموال الناس فی الصدقۃ

۱۵۰۔ المنذری، أبی محمد ذکی الدین الترغیب والترہیب (داراحیاء التراث العربی ۱۳۸۸ھ) باب الترغیب فی العمل علی الصدقۃ بالتقویٰ،

۱۵۱۔ ندوی، مجیب اللہ اسلامی فقہ، ص/ ۴۶۵، ج/۱،

۱۵۲۔ ایضاً،

۱۵۳۔ حمیداللہ، ڈاکٹر محمد خطبات بہاولپور، ص/ ۲۸۰۔۲۸۱،

۱۵۴۔ القشیری، مسلم بن حجاج صحیح المسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبہم علی الاسلام، ص/۴۲۲، ج/۱،

۱۵۵۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری کتاب الایمان باب اذالم یکن الایمان علی الحقیقۃ، ص/۱۳، ج/۱، اور صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء من یخاف علی ایمانہ، ص/ ۴۲۱، ج/۱،

۱۵۶۔ سعداللہ، حافظ محمد، وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والے (لاہور اقبال پبلشنگ ۱۹۹۹ء) ص/۱۵۰، بحوالہ طبقات ابن سعد، ص/۱۱۰، زرقانی علی المواہب، ص/۴۳، ج/۳، السیرۃ النبویۃ ابوحاتم تمیمی، ص/ ۳۵۷،

۱۵۷۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد خطبات بہاولپور، ص/۲۸۰،
۱۵۸۔ ایضاً،
۱۵۹۔ ایضاً، ص/۲۸۲،
۱۶۰۔ ایضاً، ص/۲۸۱۔۲۸۲،
۱۶۱۔ مبشر احمد، قرض حسنہ (سہ ماہی) منہاج لاہور، جنوری ۱۹۹۲ء، ص/۲۹۶،
۱۶۲۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد خطبات بہاولپور، ص/۲۸۲،
۱۶۳۔ ابن کثیر تفسیر ابن کثیر (مترجم: کراچی نور محمد اصح المطابع)، ص/۱۷، ج/۲،
۱۶۴۔ الطبری، ابن جریر، تفسیر طبری، ص/۱۱۵، ج/۱۰،
۱۶۵۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری کتاب الزکاۃ،
۱۶۶۔ السجستانی، سلیمان بن اشعث سنن أبی داؤد باب فی الزکوۃ ہل تحمل من بلد إلیٰ بلد،
۱۶۷۔ القرضاوی، ڈاکٹر یوسف فقہ الزکوۃ، ص/۱۲، ج/۳،
۱۶۸۔ سورہ الاسراء/۱۰۰، وکان الانسان قتورا،
۱۶۹۔ سورۂ النساء/۱۲۸،
۱۷۰۔ الحشر/۹، التغابن/۱۶،
۱۷۱۔ سورۂ بقرہ/۱۔۳، اور ۲۷۴،
۱۷۲۔ سورۂ شوریٰ/۳۶۔۳۸،
۱۷۳۔ سورۂ آل عمران/۱۷، اور ۱۳۴،
۱۷۴۔ سورۂ الذاریات/۱۴۔۱۹،
۱۷۵۔ سورۂ المعارج/۲۴۔۲۵،
۱۷۶۔ القرضاوی ڈاکٹر یوسف فقہ الزکوٰۃ، ص/۲۵۔۲۶، ج/۴
۱۷۷۔ سورۂ التغابن/۱۵، یہی حکم سورۂ الانبیاء/۳۵، میں ہے۔
۱۷۸۔ سورۂ التوبۃ/۱۰۳،
۱۷۹۔ القشیری، مسلم بن الحجاج صحیح المسلم باب فضل الصدقۃ علی الاقربین (کراچی، قدیمی کتب خانہ ۱۹۵۶ء) ص/۳۲۳، ج/۱،
۱۸۰۔ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الزکوٰۃ،
۱۸۱۔ المنذری الترغیب والترہیب، ص/۱۲۷، ج/۱،
۱۸۲۔ شافعی، مسند الشافعی، الباب الاول فی الامر بہا والتحدید علی ترکہا،

۱۸۳۔ سورۂ بقرہ/۲۶۱،

۱۸۴۔ سورۂ الروم/۳۹،

۱۸۵۔ سورۂ سبا/۳۹،

۱۸۶۔ سورۂ بقرہ/۲۷۶،

۱۸۷۔ عبدالحمید، نظام الدین، العبادۃ وآثارھا النفسیۃ والاجتماعیۃ (بغداد، مکتبہ القدس) ص/۸۰، ڈاکٹر یوسف، القرضاوی، فقہ الزکوۃ، ص/۵۰، ج/۴، اور موسوعۃ نظرۃ النعیم، ص/۲۲۱۶، ج/۶،

۱۸۸۔ عبدالحمید، نظام الدین، العبادۃ وآثارہا النفسیۃ والاجتماعیۃ، ص/۸۰۔ ج/۶، اور فقہ الزکوۃ قرضاوی، ص/۵۰، ج/۴، اور موسوعۃ نظرۃ النعیم، ص/۲۲۱۶، ج/۶،

۱۸۹۔ القرضاوی، ڈاکٹر یوسف فقہ الزکوۃ، ص/۳۱۹۔۳۲۱، ج/۴،

۱۹۰۔ Annual Report of the Islamic Ideo Logical Counocil 1980 to 1982, P.45

۱۹۱۔ یہ تفصیل ''تاریخی فیصلہ'' کے نام سے سپریم کورٹ کی روداد کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔